بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

بدر

BADR — QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

عام قیمت پیشگی للعہ

قیمت از معاونین ممہ

اے جہان منتظر خوش ہو کہ سوئے قادیان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۸

آگیا موعود عیسےٰ مہدی آخر زمان

قیمت از غربا و طلبا و غیر مذاہب

قادیان میں ہے

گورنمنٹ عـہ

جلد ۷

۲۲ صفر ۱۳۲۶ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲۶ مارچ ۱۹۰۸ء

نمبر ۱۲

سارے جہان سے اچھا دار الامان ہمارا

فی پرچہ ۲/

بروز جمعرات

اڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ

دار الامان ہمارا جنت نشان ہمارا

از افریقہ صمہ

ضروری اطلاع

ناظرین اخبار بدر کے انتظامی اور ایڈیٹوریل حالات میں زیادہ تر اصلاح کے واسطے پروپرائیٹر (میاں معراجدین عمر صاحب) نے یہ تجویز پاس کی ہے ۔ کہ یکم اپریل ۱۹۰۸ء سے انتظامی اور ایڈیٹوریل محکمون کو جدا کر دیا جاوے اب تک تو یہ تہا کہ اخبار کی ایڈیٹری کا کام بہی میرے ہی سپرد تھا اور مینیجر اخبار بہی میں ہی تہا ۔ لیکن اس وقت سر دست پروپرائیٹر صاحب میاں معراجدین عمر نے خود ہی مینیجر ہونا منظور فرمایا ہے اور بہ امداد ایک اسسٹنٹ مینیجر (قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل) کے وہ انتظام اخبار کا کرین گے ۔ اس واسطے تمام ناظرین اخبار کو اطلاع کیا جاتا ہے

آیندہ کوئی رسید زر یا خط و کتابت انتظامی ایڈیٹر کے نام نہین ہونی چاہیئے

اور ترسیل زر ہمیشہ بنام میاں معراج الدین عمر پروپرائیٹر اخبار بدر ہونی چاہیئے ۔ اور خط و کتابت پر صرف الفاظ **مینیجر** بدر لکھنے چاہئین ۔ ہان جو مضامین اخبار مین چھاپنے کے لئے ہون وہ ایڈیٹر کے نام آنے چاہئین ۔

دس شرائط بیعت

اوّل بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آیندہ اوس وقت تک کہ قبر مین داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا ۔ دوم یہ کہ جھوٹھ اور زنا اور بدنظری اور فسق اور فجور اور ظلم و خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقون سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشون کے وقت ان کا مغلوب نہ ہوگا ۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے ۔ سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتے الوسع نماز تہجد کے پڑہنے اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بہیجنے اور ہر روز اپنے گناہون کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے مین مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے اللہ تعالےٰ کے احسانون کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا ورد بنائیگا چہارم ۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانون کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشون سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر اور یسر اور نعمت و بلا مین اللہ تعالےٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا ۔ اور بہر حالت راضی بہ قضا ہوگا ۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ مین طیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اوس سے موںہ نہ پھیرے گا ۔ بلکہ قدم آگے بڑہائے گا ۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا ۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کر لیگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ مین دستور العمل قرار دیگا ۔ ہفتم ۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا ۔ اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا ۔ نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی مین محض للہ مشغول رہیگا اور جہان تک بس چل سکتا ہے ۔ اپنی خدا داد طاقتون اور نعمتون سے بنی نوع کو فائدہ پہونچائیگا ۔ دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت مین ایسا اعلےٰ درجہ کا ہوگا کہ اوس کی نظیر دنیوی رشتون اور ناطون مین اور تمام خادمانہ حالتون مین پائی نہ جاتی ہو ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلے علے رسولہ الکریم

مولوی صاحب چاوہ کی لڑکی سے ساتھ

میرا مباحثہ

(از اہلیہ ملک کرم الٰہی صاحب بھیرہ ضلعدار و رئیس)

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ تارخ کا فرو دیندار کا

جب جمال بی بی نے حیات ممات مسیح پر گفتگو کرنیکا از حد اشتیاق ظاہر کیا اور پیام پر پیام آنے لگے میں نے بھی اس موقع کو غنیمت جانا اور اپنے سید و مولا کے حکم کے بموجب تبلیغ کا حق ادا کرنے اور اتمام حجت کو چل پڑی۔ خدا شاہد ہے۔ کہ میں نے بحث مباحثہ کو کبھی پسند نہیں کرتی اور نہ مجھے شہرت حاصل کرنے کی خواہش۔ یہی خیال تھا تو صرف یہ تھا۔ کہ شاید کسی سعید روح کو فائدہ پہونچ جاوے۔ الغرض میں جس وقت جمال بی بی کے ہاں پہونچی جہاں کہ مستورات کا مجمع کثیر اور جم غفیر تھا پہونچی۔ مخالفت اور جہالت کا یہ عالم تھا۔ کہ کوئی حق اور تحقیق کی پیاسی نظر نہیں آتی تھی ہر ایک کے دل میں صرف ایک ہی دھن لگی ہوئی تھی۔ کہ کسی طرح بیوی کو فتح ہو کوئی اس کے منہ پر چھوہ کرتی کوئی اس کی پیٹھ پر دم کرتی اور پھونکیں مارتی۔ غرض ایک عجیب منظر کا میدان نظر آتا تھا۔

میں نے سب سے اول اس سحر کو توڑنے کیلئے بسم اللہ الرحمن الرحیم اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ پڑھا اور بعد ازاں حضرت اقدس کی نظم۔

ابن مریم مرگیا حق کی قسم۔ داخل جنت ہوا وہ محترم
مارتا ہے اس کو فرقان سربسر۔ اسکے مرجانے کی دیتا ہے خبر
کوئی نہیں رہا باہر اموات سے۔ ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے

بہ آواز بلند پڑھی (سوال) بیوی سے پوچھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ تصور کرتی ہو یا مرا ہوا (جواب) زندہ۔ (سوال) کوئی آیت دکھاؤ (جواب الجواب) میں نے کہا ہاں اس کو غور سے پڑھو اور تدبر کرو۔ اس سے تو عیسیٰ علیہ السلام کا بجسد عنصری آسمان پر جانا ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ اس سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو یہودیوں کے اس الزام سے کہ وہ قتل کیا گیا اور پھانسی دیا گیا اور لعنتی موت مرا بری کیا ہے درحقیقت یہودیوں نے مسیح ابن مریم کو قتل نہیں کیا اور نہ پھانسی دیا بلکہ یہ خیال اون کے دل میں شبہ کے طور پر ہے اور اون کے پاس کوئی یقینی اور قطعی دلیل نہیں صرف ایک ظن کی پیروی کر رہے ہیں۔ یقینی امر یہ ہے کہ وہ فوت ہوگئے اور اپنی طبعی موت سے مرے۔ اور خدا تعالےٰ نے اون کو اپنے راستباز بندوں کیطرح اپنی طرف اٹھا لیا۔ پھر میں نے عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب دیا جانا اور اس سے خدا کے حکم سے ساتھ زندہ سلامت اتارا جانا حواریوں کا اٹھانے جانا مرہم عیسے بنانا اور اون کے زخموں پر لگانا۔ اپنی والدہ کو ساتھ لے کر کشمیر کی جانب ہجرت کرنا وہاں جا کر بنی اسرائیل کی بکھری ہوئی بھیڑوں کو پیغام الٰہی پہونچانا۔ اپنے تئیں یوز آسف یا عیسیٰ نبی کے نام سے مشہور کرنا اور بعد ازاں وہاں ہی وفات پا جانا۔ اور اپنی قبر کو بھی اسرائیل کی قبروں کیطرح بنوانے کی ہدایت کر جانا سب مفصل بیان کیا۔ سنتے ہی بیوی کا رنگ زرد ہو گیا ہونٹ خشک ہونے لگے پانی مانگنا شروع کیا مگر مجھ عاجزہ کی طبیعت میں سچائی کا وہ جوش تھا کہ الامان اگر مجھے ہار جیت کی ضرورت ہوتی تو میں پہلی دلیل میں ہی میدان جیت چکی تھی اور وہ سخت شرمندہ اور نادم ہو رہی تھی۔ میں نے کہا گھبراؤ نہیں مجھے خواہ آدھے دن تقریر کرنی پڑے۔ میں تیری زبان سے تجھے وفات مسیح کی قائل کراؤنگی۔ اور نیز یہ آیت یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک۔ اے عیسیٰ پہلے تجھے موت دونگا اور بعد ازاں رفع دونگا یعنی اپنی طرف اٹھاؤنگا۔ گویا کہ متوفیک رافعک کی پہلی شرط ہے اگر وہ پوری ہو تب ہی دوسری پوری ہو سکتی ہے جیسے کہ کوئی اعلےٰ حاکم کسی کو کہے۔ کہ اگر تم بی۔ اے پاس کر لوگے تو تمہیں تحصیلداری دی جاوے گی۔ تو پھر جب اسے تحصیلداری کے عہدہ پر دیکھیں۔ تو ضرور ماننا پڑیگا۔ کہ اس نے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کر لی ہے تو بعد ازاں یہ عہدہ ملا ہے۔ لطف یہ کہ بل رفعہ اللہ چھیویں سیپارہ میں ہے اور متوفیک تیسرے میں تو اس سے صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ پہلے وہ فوت ہوئے اور بعد ازاں رفع دیگئی رفع ہمیشہ روحانی ہوتی ہے۔ ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم رفعنی والی دعا پڑھا کرتے تھے۔ اگر رفع کے معنے بجسد عنصری اٹھایا جانا ہوتا تو وہ بھی ضرور اٹھائے جاتے مگر رفع کے معنے ہی ہیں۔ جسم کو بیکار چھوڑ دینا اور روح کو اٹھا لینا (جواب) چپ۔ (سوال) میں نے حاضرین کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ اے میری بزرگو! تمام نبیوں سے کس کا رتبہ بڑھ کر ہے (جواب) سب نے متفق ہو کر کہا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ (جواب الجواب) میں نے کہا کہ پھر کیوں آپ کی آنکھوں پر جہل کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔ جو تمہیں دکھائی سجھائی نہیں دیتا۔ کہ وہ خاتم الانبیاء رحمۃ للعالمین زیر زمین جا گزیں ہوں اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو کہ ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل ذرہ اور آفتاب کا مصداق ہیں۔ خدا کے پاس بغیر کھانے پینے کے سنہ ۱۹ سو برس تک جیتے رہیں لطف یہ کہ ان کی عمر میں بھی فرق نہ آوے۔ پھر آپ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ انہوں نے مردے بھی زندہ کئے کوڑھی چنگے بہروں کا اچھا کیا۔ پرندوں کو پیدا کیا۔ تو پھر اون کو خدا کا شریک ہونے میں کون سی کسر رہ گئی۔ تو پھر کیا وجہ کہ انہیں خدا یا خدا کا بیٹا نہ مانا جائے۔ جبکہ وہ خدا لایزال کی طرح حی قیوم اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خالق بھی ہیں۔ اے لوگو! خدا کے غضب سے ڈرو۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء۔ تازیانہ سر پر کھڑا ہے۔ تحقیق اللہ تعالےٰ نہیں بخشیگا جو کوئی شرک کرے سوائے اس کے بخشدیگا جسکو چاہیگا۔ دیکھو خداوند کریم کو شرک کیا نامنظور ہے۔ آپ لوگوں نے تو پھر کمال ہی کیا کہ خداوند عزّ و علا کی تمام صفتیں ہی حضرت عیسے علیہ السلام کو دیدیں۔ بیوی گویا کہ آپ ان باتوں کا مفہوم سمجھا دیجئے۔ کہ یہ بھی ہیں بیوی نے جھٹ مترجم قرآن مجید نکالا اور کہا کہ یہ دیکھو عیسے علیہ السلام نے مٹی کی چڑیاں بنائیں اور ان میں پھونک ماری تو وہ زندہ ہو گئیں۔ میں نے کہا کہ تم عیسے علیہ السلام کی اور خداوند کریم کی چڑیوں میں امتیاز کر سکتی ہو اس نے کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ میں ان کا جواب علیحدہ علیحدہ دونگی۔ (سوال) کیا انہوں نے مردے زندہ کئے (جواب) کہا ہاں (سوال) کوئی ثبوت (جواب) کوئی نہیں۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ)

استفسار اور ان کے جواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے سوالات کے جواب بطور قول بالترتیب ذیل میں عرض ہیں۔ بحول اللہ وقوتہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

قولہ سماع موتی کا مسئلہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ ابتدا کا نہ انتہا سے کسی قدر زیادہ عرصہ کا۔ میں نے جو الحکم نمبر ۱۳ جلد ۱ میں حضرت عائشہ صدیقہ کا قول پیش کیا تھا اوس کا ماحصل یہی تھا۔ کہ حضرت صدیقہ فرماتے ہیں۔ کہ راوی نے مطلب غلط ظاہر کیا ہے۔ ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مردون کو مخاطب نہ کیا تھا بلکہ زندون کی نصیحت کے لئے یہ کلام کی تہی۔

اقول۔ حدیث قلیب بدر میں رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے سائل ایک عظیم الشان فقیہ آدمی ہے۔ معمولی آدمی نہیں یعنے حضرت عمر رضے اللہ تعالیٰ عنہ اور خود موقعہ پر موجود ہے۔ حضرت صدیقہ بدر میں موجود نہ تھیں اور پہر یہ روایت متفق علیہ امام بخاری ومسلم کی ہے۔ رویت کی شہادت کے مقابل صرف سماع یا قیاس کیا کام دیسکتا ہے۔ میں اس حدیث کو دوبارہ احتیاطاً لکہتا ہوں۔ آپ دوبارہ غور کریں۔

فی الصحیحین ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لما ظہر علے اہل بدر اقام ہناک ثلاثا۔ ثم امر براحلتہ فشدت بعد ثلاث من اخر اللیل فرکبہا۔ ثم سار حتی وقف علی القلیب قلیب بدر فجعل یقول یا ابا جہل بن ہشام یا عتبۃ بن ربیعۃ یا شیبۃ بن ربیعۃ۔ بخاری میں ہے۔ ینادیہم باسمائہم واسماء ابائہم۔ یا فلان بن فلان یا فلان بن فلان۔ ہل وجدتم ما وعد ربکم حقا فانی قد وجدت ما وعدنی ربی حقا فقال لہ عمر یا رسول اللہ ما تکلم من اقوام قد جیفوا۔ بخاری میں ہے۔ من اجساد لا ارواح لہا اور منثور میں ہے۔ الیسوا امواتاً یا رسول اللہ فقال انہم یسمعون کما تسمعون فقال والذی نفسی بیدہ ما انتم باسمع لما اقول منہم ولکن لا یجیبون۔ وفی السیرۃ انہ علیہ السلام قال بئس عشیرۃ النبی کنتم لنبیکم کذبتمونی وصدقنی الناس واخرجتمونی وآوانی الناس وقاتلتمونی ونصرنی الناس فبئس عشیرۃ النبی کنتم لنبیکم ا دنا

کثیر جلد ۳ ص ۲۱۶

اس حدیث سے صاف اونکی سماع کی اطلاع قسم کے ساتھ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے قول موکد بقسم کے مقابل حضرت صدیقہ یا کسی دوسرے کا قیاس کیا وقعت رکہتا ہے۔ پہر حدیث بہی اعلے طبقہ کی ہے۔ جس پر امام بخاری ومسلم کا اتفاق ہے بلکہ اس حدیث سے بڑہکر خود قرآن مجید سے بہی ثابت ہے۔ اول قال یقوم لقد ابلغتکم رسالۃ ربی ونصحت لکم ولکن لا تحبون الناصحین پ ۸ دوم قال یقوم لقد ابلغتکم رسالات ربی ونصحت لکم فکیف اسی علے قوم کافرین۔ پ ۹۔ ان دونوں آیات کی تفسیر ابن کثیر میں ہے۔ کہ ہلاک شدہ قوم کی توبیخ وتقریع کے لئے حضرت صالح وحضرۃ شعیب نے فرمایا۔ آپ ان آیات واحادیث پر غور کریں کیسا صریح ثبوت اس بات کا ہے۔ کہ مخاطب موتی ہی تہے۔

۱۔ ابوجہل وغیرہ کو ان کے اور ان کے آبا کے نام لے کر پکارا۔

۲۔ ما وعد ربکم ان کی شکست اور بعد اس کے عذاب کا پانا مقصود ہے۔ جو ہلاک شدہ کفار پا چکے اور زندہ فتحیاب تہے اور ما وعد ربی سے اپنی کامیابی بیان فرمائی۔

۳۔ پہر سوال حضرت عمر جیسے عظیم الشان فقیہہ کا جو اپنے کان سے سن کر سوال کر رہا ہے اور حقیقی سماع سمجھ کر سوال کرتا ہے۔ کیا ایسا عظیم الشان فقیہہ انسان بشرہ اور لہجہ سے سمجھ نہیں سکتا تہا کہ مقصود بالذات تو ہم ہی ہیں۔ موتی نہیں ہیں۔

۴۔ جب حضرت عمر رضنے سوال کیا اور سوال کو قد جیفوا (گل سڑ گئے) اور اجساد لا ارواح لہا اور الیسوا امواتاً سے موکد بہی کیا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قسم کیساتہ موکد کرکر فرمایا۔ کہ وہ تمہاری طرح سنتے ہیں۔

۵۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ جواب نہیں دے سکتے۔ کیا اوس وقت زندے بہی جواب نہیں دیسکتے تہے۔

۶ بئس عشیرۃ النبی کا خطاب زندون کو نہ تہا مردون کو تہا

۷۔ کذبتمونی اخرجتمونی قاتلتمونی کے تین خطاب بہی مردون کے لئے ہی تہے جو رشتہ دار اور قبیلہ کے لوگ تہے۔

۸۔ پہلی آیت میں حضرت صالح ہلاک شدہ قوم کو فرماتے ہیں ولکن لا تحبون الناصحین۔ تم خیرخواہوں کے دوست نہیں بنا کرتے۔ کیا موجودہ زندے نجات یافتہ مومن اس کے مصداق ہوسکتے ہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ تو تحبون الناصحین . . . تہے۔

۹۔ دوسری آیت میں حضرت شعیب نے اپنی ہلاک شدہ قوم کو فرمایا۔ فکیف اسی علے قوم کافرین۔ میں اب تمہاری ہلاکت پر کس طرح غم کرون کیا یہ غم زندون کے لئے تہا۔ ہرگز نہیں

۱۰۔ علی قوم کافرین نے تو قطعاً فیصلہ کر دیا کہ کافر قوم ہلاک شدہ ہے۔ مخاطب بہی زندہ نجات یافتہ مومن مراد نہیں۔ حضرت صالح وحضرت شعیب کے اس خطاب قوم ہلاک شدہ کے موقعہ پر اللہ تعالے نے مومن قوم کا موجود ہونا بیان نہیں فرمایا۔ کہ زندون کو سنانے کا شک بہی نہ ہووے بلکہ پایا جاتا ہے۔ کہ صرف حضرت صالح وحضرت شعیب ہی اکیلے تشریف لیگئے تہے

۱۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن فیہم اذ ہم اقتلہ کی تعمیل فرماکر مقتول کفار کو مخاطب فرمایا۔

۱۲۔ اگر وہ سنتے نہ تہے تو یہ فعل انبیا کا بہی نعوذ باللہ لغو ثابت ہوگا۔ جو معمولی مومن کو بہی نہیں کرنا چاہیئے۔

۱۳۔ اگر وہ سنتے نہ تہے۔ تو حضرت اتقی الاتقیا اصفی الاصفیا خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کا قلیب بدر پر تشریف لیجانا بہی نعوذ باللہ لغو ثابت ہوگا۔ اب ان تمام آیات واحادیث سے صاف اور صریح ثابت ہوتا ہے کہ وہی ہلاک شدہ کفار مخاطب تہے اور سنتے تہے۔

قولہ۔ ان یہ بات تو ماننے کے قابل ہوسکتی ہے۔ کہ اصل میں قلیب بدر والے مر گئے ہون کسی قدر اون میں جان ہو اور اس حالت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اون کو خطاب کیا ہو یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زندے دکہائی دیتے ہون اور دوسرون کا گمان اون کے مرنے پر ہو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خطاب کرنے پر اور پہر اون کے سوال کرنے پر آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ ظاہر کیا ہو۔ کہ ابہی کسی قدر ان

ہین جان سے ہے ۔ یعنے ان الفاظ کا کہ وہ تمہاری طرح سنتے
ہین یہ مطلب ہو تو زین قیاس ہو سکتا ہے جو قرآن کے مطابق ہو۔

اقول ۔ عجیب قیاس ہے ۔ قرآن مجید کے خلاف احادیث
کے خلاف ۔ عقل کے خلاف و اقعات کے خلاف ۔

ا ۔ بخاری کتاب المغازی مین ہے ۔ عن عبد اللّٰہ بن مسعود قال
استقبل النبی صلے اللہ علیہ وسلم الکعبۃ فدعا علی نفر
من قریش ۔ علے شیبۃ بن ربیعۃ وعتبۃ بن ربیعۃ
والولید بن عتبۃ و ابی جہل بن ہشام فاشہد باللہ
لقد رأیتہم صرعی قد غیرتہم الشمس وکان یوماً حاراً

حضرت عبد اللہ بن مسعود کہتے ہین ۔ کہ شیبہ عتبہ ولید
ابوجہل پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کعبہ مین بد دعا
کی تہی ۔ سو مین خدا کی قسم کہا کر کہتا ہون ۔ کہ مین نے اون کو
پڑے ہوئے دیکہا ۔ جو بہ سبب گرمی دہوپ موسم گرما کے
گل سڑ گئے تہے ۔

۲ ۔ قد جیفوا اجساد لا ارواح لہا الیسوا امواتا مین
حضرت عمر کا خصوصاً یہی تعجب تہا ۔ کہ کیا مرے ہوئے
گلے سڑے ہوئے بہی سنتے ہین کیونکہ اون کو خیال ہوا
کہ سماع تو روح مع الجسم کا کام ہے ۔ اب یہ صرف جسم ہے
وہ بہی گلا سڑا ۔ کیونکہ جب تک روح جسم مین ہو ۔ وہ سڑتا
نہین اور وہ مردے سڑنے کے بعد پہینکے گئے تہے
جیسے حدیث عبد اللہ بن مسعود سے ہی ثابت ہے ۔ بلکہ گہسیٹ
کر پہینکے گئے جس سے اون کے بعض اعضا علیحدہ بہی
ہو گئے تہے ۔

۳ ۔ حدیث سے ثابت ہے ۔ کہ حضور سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم تین روز بعد فتح تشریف لیگئے جس سے اون کا
جیفہ ہونا ثابت ہے ۔ خصوصاً جبکہ اون پر مٹی بہی ڈالی گئی ہو
ہے کوئی زندہ آدمی مٹی مین دفن کرنے سے تین روز
کیا تین منٹ بہی زندہ نہین رہ سکتا ۔

۵ ۔ زندہ کافر کو زندہ گاڑنے کا حکم نہین ۔ دیکہو و
اذا الموءدۃ سئلت ۔ زیادہ سے زیادہ اگر وہ مستوجب
سزائے قتل تہے تو قتل کیا جاتا ہے ۔

۶ ۔ ان مردون مین اول المخاطبین ابوجہل عتبہ شیبہ
ولید ہین جن کا گل سڑ جانا قسم کے ساتہ عبد اللہ بن مسعود
بیان کرتے ہین ۔ اور عبد اللہ بن مسعود وہ ہے جس
نے خود ابوجہل کا سر الگ کیا تہا ۔

قرآن مجید مین جو حضرت صالح و شعیب نے جس جس ہلاک شدہ
قوم کو پکارا ۔ اوس کی نسبت قرآن مجید فرماتا ہے ۔ کہ

کان لم یغنوا فیہا ۔ ویلہ ۔ لیسے عذاب سے ملیامیٹ
ہونے ۔ کہ گویا وہان تہے ہی نہین اور اس کے بعد
آتا ہے ۔ قال یقوم لقد ابلغتکم ۔ تو یہ پکار اون کے
ملیامیٹ ہونے کے بعد تہی جس سے اون کا مردہ
ہونا ثابت ہوتا ہے ۔ پس قرآن مجید حدیث عقل و نقل
واقعات سے ہلاک شدہ قوم کا مر جانا ثابت ہوتا ہے
نہ یہ کہ وہ اس وقت زندہ تہے ۔

قولہ ۔ آپنے میرے مطلب و منشا کو خبط کر دیا ہے ۔

اقول ۔ مینے آپکے مطلب کو خبط نہین کیا بلکہ آپنے
آیات قرآنی و احادیث صحیحہ پر پانی پہیر دیا ہے

قولہ ۔ ..... آپ سماع موتی کے بارہ مین ارشاد
فرماتے ہین کہ سنتے ہین اور جنابہ صدیقہ قرآن کے مطابق
اس کی نفی کرتی ہین اور تجربہ صحیحہ بہی حضرت صدیقہ کے
قول کی تصدیق کرتا ہے ۔ چنانچہ قرآن مین صاف ہے وما
انت بمسمع من فی القبور و انک لا تسمع الموتی ۔
جس کا مطلب بالکل صاف ہے کہ نہ تو قبر مین مرے ہوئے
مردے سنتے ہین اور نہ باہر پڑے ہوئے ۔ اور
دوسری طرف ہے ۔ ومن اصدق من اللہ حدیثا
پس بتلائیے کہ ہم سماع موتی کے کیسے قائل ہو سکتے ہین

اقول ۔ تجربہ صحیحہ کی تو آپنے کوئی نظیر نہین دی ۔
دوسرا آپ کو قائل کرنا میرا کام نہین ۔ اللہ تعالے کے اختیار
مین ہے ۔ صرف سچ کا بیان کر دینا میرا کام ہے ۔ تیسرا
قرآن کریم سے چند جگہ صریح الفاظ سماع موتے ثابت ہو
اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کی تفسیر اپنے قول و
فعل سے بقسم موکد ہی کر دین ۔ پہر چند جگہ انکار سماع موتی بہی
قرآن مجید مین ہی پایا جاوے ۔ یہ ہرگز ہرگز ممکن نہین
بلکہ قرآن مجید کی من عند اللہ ہونے کا ایک بڑا ثبوت عدم
اختلاف ہی ہے ۔ پہر کیونکر اختلاف ممکن ہے ۔ بلکہ
آیت شریف جس سے آپ عدم سماع موتی ثابت
کرتے ہین اس طرح ہے ۔ ان اللہ یسمع من یشاء
و ما انت بمسمع من فی القبور ان انت الا نذیر ۔

سماع دو طرح ہوتا ہے ۔ ایک ظاہری کان سے
سننا دوسرا قبول کرنا یا دوسرے لفظون مین ظاہری و
باطنی جیسے دیگر حواس کے متعلق بہی یہی حال قرآن مجید
مین بیان ہے ۔ چنانچہ ومن کان فی ہذہ اعمی
فہو فی الاخرۃ اعمی ۔ ویلہ ان تدعوہم الی الہدی
لا یسمعوا و تریہم ینظرون الیک وہم لا یبصرون ۔

صم بکم عمی ۔ ولا تکونوا کالذین قالوا سمعنا
وہم لا یسمعون .... ولو علم اللہ فیہم خیرا لاسمعہم
ولو اسمعہم لتولوا وہم معرضون ۔ ختم اللہ علے قلوبہم
وعلی سمعہم ۔ بلکہ تمام قرآن مجید مین جہان جہان کفار کی نسبت
سمع بصر کے نقصان یا بطلان کا ذکر ہے ۔ اس سے
عموماً یہی باطنی آنکہہ کان مراد ہین نہ ظاہری ۔ اسی طرح یہان بہی
وہی قبولیت والے سمع یا دوسرے لفظون مین باطنی
سمع مراد ہے ۔ اور اسی آیت شریف کا مطلع ان اللہ یسمع
من یشاء اور اسی آیت کا مقطع ان انت الا نذیر میرے
اس بیان کے دو گواہ ہین کیا ظاہری بات انسان انسان
کو نہین سنا سکتا یعنے اس کے کان تک آواز نہین
پہونچا سکتا ضرور سنا سکتا ہے ۔ ان نذیر کا بہی صرف
سنا دینا تبلیغ کرنا ہی کام ہے کسی کا ... قائل کر دینا نذیر کا
کام نہین ۔

اب قرآن مجید مین دیکہہ لین نذیر کے مقابل پر
احیاء ۔ اموات ۔ صم بکم عمی کے کیا معنے ہوتے ہین ۔
اگر آپ اس جگہ ظاہری سماع کان کا سماع مراد لین ۔ تو
آپ کو کیا عذر ہے کہ اذ تخرج الموتی باذنی
واحی الموتی باذن اللہ ۔ اذا دعاکم لما یحییکم
او من کان میتا فاحییناہ ۔ فقال لہم اللہ موتوا
ثم احیاہم ۔ وغیرہ ہر قسم آیات مین بہی ظاہری معنے
نہ لین ۔ مگر وہان ظاہری معنے لینے سے بہر وہی اختلاف
فی القرآن لازم آتا ہے جیسے یہان آتا ہے ۔ کیونکہ کوئی مردہ
زندہ ہو کر اس دنیا مین نہین آ سکتا اور یہ قرآن مجید مین
بہت سی آیات سے ثابت ہے ۔ دوسری آیت حوالہ جناب
پوری اس طرح ہے ۔ انک لا تسمع الموتی ولا تسمع
الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین وما انت بہادی
العمی عن ضلالتہم ان تسمع الا من یؤمن بآیاتنا
اس آیت شریف مین بہی دو گواہ میرے بیان کے
موجود ہین ۔ جو اخیر آیت مین بطور تفسیر مطلع آیت کے
واقع ہوئے ہین ۔ اول وما انت بہادی العمی
کیا مطلب یہان اندہا ظاہری آنکہون کا مراد نہین بلکہ
باطنی ہی مراد ہے ۔ دوم ۔ ان تسمع الا من یؤمن
اس گواہ نے تو حد ہی کر دی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سوا ... مومنون کے کسی کو قرآن نہین سنایا کرتے
تہے ... جبہر وہ شرارتین ہی کیا کرتے ۔ یہ
آیت شریف بعینہ اسی طرح ہے ۔ جیسے اللہ تعالی فرماتا ہے

انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء ؂ حالانکہ اس کے مقابل پر انک لتھدی الی صراط مستقیم ؂ بھی موجود ہے۔ غرض پہلی آیت سے قبولیت ہدایت وایصال الی المطلوب مراد ہے اور دوسری آیت میں صرف رستہ دکھا دینا بتلا دینا مراد ہے حالانکہ لفظ ایک ہی ہے۔ غرض سماع موتے سے ہم ان آیات میں قبولیت وعظ وہدایت ہے۔ نہ کہ لوگوں کا سننا اور من فی القبور اور موتیٰ سے مراد جن کے دل مر گئے ہیں۔

قولہ۔ اس کے علاوہ جو لوگ اولیاء اللہ کی قبروں پر جاتے ہیں ان میں ایسے حضرات بھی پائے گئے ہیں کہ وہ صرف دعا کے لئے عرض معروض کرتے ہیں تو جب سماع موتی درست ہے۔ تو اس طرح کی عرض معروض لیتے اولیاء اللہ سے کہ جن کا دردواس جہان فانی سے گذر چکا ہے۔ کرنا ۔۔۔ ہرگز بیجا نہ ہوگا۔ مگر قرآن مجید ایسے فعل کرنے کی ہرگز ہدایت نہیں کرتا اور وھم عن دعاءھم غافلون کا فیصلہ کرتا ہے۔

اقول۔ دعا غیر اللہ سے نہ قرآن مجید سے ثابت نہ حدیث سے نہ صحابہ سے۔ بلکہ قرآن مجید سے منع ہے مت منع لئے جاتے ہیں۔ مگر چونکہ آپ اس منع دعا کو خود مانتے ہیں اس لئے اس پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں آپ نے میرے پہلے خط کے جواب میں یہ بھی لکھا تھا۔ کہ میری سمجھ میں یہ نہیں آیا۔ کہ موتی ابد الآباد سنتے ہیں۔ اس لئے عرض ہے۔ کہ ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ؂ میں اللہ تعالیٰ نے سماع موتے کے متعلق دو وقت بیان فرمائے ہیں۔ ایک سننے کا اور ایک نہ سننے کا جس میں وہ لوگوں کی پکار سے غافل اور بے خبر ہوتے ہیں جیسے دوسری جگہ فرمایا۔ وھم عن دعاءھم غافلون ؂ سننے کے زمانہ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح وحضرت شعیب کے پکارنے والی آیتوں میں جنکو میں نے جواب سوال اول میں لکھا ہے۔ اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث قلیب بدر والی میں اپنے قول اور فعل سے بیان فرمایا ہے۔ بلکہ لکن لا یعلمون فرما کر اس آیت شریف کا حوالہ بھی دیدیا ہے جس میں ما استجابوا لکم کا لفظ موجود ہے تو اب صاف ثابت ہوگیا۔ کہ موتے کا ایک زمانہ وہ ہے جس میں وہ سنتے تو ہیں۔ مگر جواب نہیں دے سکتے دوسرا زمانہ وہ ہے جس میں نہیں سنتے اور پکارنے والی کی آواز سے غافل اور بے خبر ہوتے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ

فضل دین حکیم از قادیان

رسید بدر

تاریخ	نمبر	نام	رقم
۳۰ جنوری ۱۹۰۸ء	۱۲۰۱	منشی فضل کریم صاحب	عمہ
۳۱ " " "	۱۸۵۲	عمر حیات صاحب	۸
۳۱ " " "	۱۳۶۶	رزمان شاہ صاحب	للعہ
۳۱ " " "	۹۳۷	محمد امیر صاحب	للعہ
۳۱ " " "	۱۷۹۲	محمد حسین صاحب	عا ر
۳۱ " " "	۱۴۶۱	حکیم ناظم حسین صاحب	عا ر
۳۱ " " "	۱۴۹۵	عبد القادر صاحب	صہ
۳۱ " " "	۱۱۸۷	غلام محی الدین صاحب	عا ر
۳۱ " " "	۱۶۹۳	غلام محمد صاحب	عا ر
۳۱ " " "	۵۵۵	رحیم بخش صاحب	عہ
۳۱ " " "	۱۹۰۹	منشی سمیع اللہ صاحب	عہ
۳۱ " " "	۱۶۹۳	بہادر خان صاحب	عا ر
۳۱ " " "	۱۳۵۲	محمد عجب خان صاحب	عہ
۳۱ " " "	۱۶۱۷	ترکی شاہ صاحب	عہ
۳۱ " " "	۹۹۴	محمد دین صاحب	عا ر
۳۱ " " "	۱۳۹۹	پیر محمد صاحب	عہ
یکم فروری ۱۹۰۸ء	۱۸۰۱	غلام رسول صاحب	عا ر
"	۱۲۹۶	عبد اللہ صاحب	عا ر
"	۱۱۹۱	سید یامین صاحب	عا ر
"	۳۸۶	قطب الدین صاحب	للعہ
"	۱۹۱۲	مولوی غلام سرور صاحب	عا ر
"	۱۰۱۰	میاں وکے داس صاحب	للعہ
"	۱۰۲۹۷	چودہری سلطان علی صاحب	للعہ
۳ " "	۳۲۵	چراغ دین صاحب	عا ر
۳ " "	۶۴۳	عبد العظیم صاحب	عا ر
۳ " "	۵۵۸	محمد عبد اللہ صاحب	عا ر
۳ " "	۱۲۷۲	شیخ شبراتی صاحب	عا ر
۳ " "	۸۸۹۶	ڈاکٹر علم الدین صاحب	صہ

اجرت اشتہارات

تقسیم صفحہ	سال	چھ ماہ	سہ ماہ	دو ماہ	یکماہ	یکبار
پورا صفحہ	۲۰۰	۱۱۰	۶۰	۴۰	۲۵	۸
½ "	۱۱۰	۶۰	۳۵	۲۵	۱۴	۴
ایک کالم	۷۵	۴۰	۲۵	۱۴	۸	۳
½ "	۴۰	۲۴	۱۴	۸	۵	۲
⅓ "	۲۷	۱۴	۹	۵	۳	۱½
¼ "	۲۵	۱۳	۸	۴	۲½	۱
فی سطر کالم	۹	۵	۳	۲	۱	۲/

یہ اجرت ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیئے پہلے ہی بہت ہی کم کرکے لگائی گئی ہے۔ اس واسطے اس میں اس سے زیادہ کوئی رعایت نہ ہوگی۔ بیفائدہ خط وکتابت کرنے میں طرفین کا حرج ہے۔

۲۔ منیجر کا اختیار ہے۔ کہ کسی اشتہار پر مناسب سمجھے تو اس سے زیادہ اجرت طلب کرے۔

۳۔ فیصلہ اجرت سے پہلے مضمون اشتہار برائے ملاحظہ منیجر کے پاس آنا چاہیئے۔ اور منیجر کا اختیار ہوگا کہ مضمون میں پہلے یا فیصلہ کے بعد یا دوران انطباع میں جن الفاظ کو خود یا کسی دوسرے خریدار کی تحریک پر نامناسب خیال کرے نکال دے یا زیادہ کرے یا بدل ڈالے۔

۴۔ تقسیم کرائی ضمیمہ جو اخبار کے دو صفحہ کے برابر ہو ایک روپیہ فیصدی لیا جاویگا۔ بٹالہ سے قادیان تک کی مزدوری فی دس سیر یا دس سیر سے کم کے لئے اجرت کے ساتھ وصول ہونی چاہیئے۔

۵۔ ہر ایک مشتہر صاحب کو چاہیئے۔ کہ اشتہار دینے سے پہلے ان قواعد کو بغور مطالعہ فرمالیا کریں

۶۔ اشتہار متواتر دئے جانے کی یہ اجرت ہے۔ درمیان میں چھوڑنے کیواسطے اور کبھی کبھی درج کرانے کیواسطے زائد اجرت چارج ہوگی۔

۷۔ ہر ماہ میں صرف ایک دفعہ اشتہار کی عبارت کے بدلنے کا مشتہر کو اختیار ہوگا۔ اشتہار کی عبارت میں تبدیلی کے واسطے ہر انگریزی مہینہ کے شروع ہونے سے پندرہ دن پہلے تبدیلی وغیرہ کی اطلاع آنی چاہیئے۔ ورنہ اگلا مہینہ وہی مضمون رہیگا۔

وطن مین ایک بے وطن

ملک سلیمان از حبِ وطن خوشتر

ایک مثل مشہور ہے۔ کہ حُبِ وطن از ملک سلیمان خوشتر وطن کے دلدادون کے واسطے یہ مثل سونے پر سہاگے کا کام دیتی ہے لیکن اگر حضرت سلیمان پیغمبر تھے اور ضرور تھے۔ اور اگر کوئی قوم ان کے اصحاب مین داخل ہو کر دور و نزدیک سے سفر کرکے ان کے پاس سکونت پذیر ہو رہی تھی اور ضرور ایسی قوم تھی کیونکہ ہر نبی کے ساتھ کچھ مہاجر ہوتے ہین اور کچھ انصار تو ضرور یہ مثل ان کی روحون کو تکلیف دہ ہوگی۔ کیونکہ نبی کے ساتھی مہاجرین اپنے وطن کو ترک کرکے جبکہ اپنے محبوب کے کوچہ مین جا ڈیرے لگاتے ہین تو پھر ان کو اس گلی سے اچھی کوئی جگہ دنیا مین نظر نہین آتی اور وہ حضرت اکمل کی طرح رات دن یہی گیت گاتے ہین۔ ع

سارے جہان سے اچھا دارالامان ہمارا

دنیا اور اس کے دنیادار اس بات کو سمجہین یا نہ سمجہین پر مین جو یہ بات کہہ رہا ہون تو صاحبان حال کو دیکھہ کر کہہ رہا ہون جو میرے مشاہدہ کی بات ہے اور نہ صرف مشاہدے کی ہے بلکہ تجربہ کی ہے کیونکہ اس وقت بہی ایک سلمان [1] دنیا مین موجود ہے اور اپنے پرانے وطنون کو خیرباد کہہ کر اوس کے قرب وجوار مین اپنے ڈیرے لگانیوالے بہی اس وقت موجود ہین جن کو اپنے سلمان کی مجلس کی حاشیہ نشینی ایسی محبوب ہے۔ کہ ان کی حالتِ عشق مذکورہ بالا مثل کے موجد پر ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ دائر کر دے۔ تو کچھہ تعجب نہین۔

میری مسافرت کا سبب

اوس پر تو مقدمہ ہو گا یا نہ ہوگا پر اس وقت مجھہ پر ایک مقدمہ بن گیا اور آج (۱۰ مارچ ۱۹۰۶ء) جو بات مجھہ سے یہ مضمون لکھوا رہی ہے وہ یہ ہے۔ کہ ایک دنیادار نے جو میرے قدیمی وطن بھیرہ ضلع شاہ پور کا رہنے والا ہے جہان بیٹھ کر مین نے یہ مضمون لکھنا شروع کیا ہے۔ مجھہ پر بسبب ایک بدظنی کے جو دنیادارون کا خاصہ ہے ایک دعوے دیوانی دائر کیا تھا۔ جس کا سمن مجھے اپنے عزیز وطن قادیان دارالامان سے نکال کر کھینچ کھانچ یہان لایا ہے جہان میرا مولد ہے۔ لوگ کہتے ہین کہ یہ تیرا وطن ہے تیرا گھر ہے۔ تیرے باپ دادے کی جگہ ہے یہان رہنا چاہیئے اور کچھہ عرصہ رہنا چاہیئے وہ تو یہ کہتے ہین۔ اور محبت بھرے دل سے کہتے ہین۔ پر مین حیران و سرگردان ہون کہ یا الٰہی مین کہان آگیا یہ کس گناہ کی شامت ہے۔ جو مین چند روز کیواسطے مسیح کے قدمون سے دور پھینکا گیا ہون۔ اے خدا میرے گناہ بخش اور مجھہ پر رحم فرما کہ تو غفور الرحیم ہے اور تیرے سوا کوئی نہین۔ جو گناہون کو بخشے۔

مقدمہ مین میرا کچھہ بہت حصہ نہ تہا مگر میرے ساتھہ اصلی مدعی علیہ ایک اور صاحب ہین اور فریقین کے درمیان مصالحت کی خاطر مجھے تاریخ مقدمہ سے کچھہ پہلے آنا پڑا اور کچھہ پیچھے ٹھہرنا پڑا۔ اور اس طرح چند روز کیواسطے مین بالکل مسافر بن گیا۔

نیکون کی باتین

دنیا مین نیکون کی باتین ہی نرالی ہین۔ دنیادار ان کو کیا سمجہین لکھا ہے۔ کہ جب ملک مصر مسلمانون نے فتح کیا اور مصر اون کے قبضہ مین آگیا۔ تو خلیفہ وقت نے ایک گورنر مصر کے واسطے مقرر کیا۔ وہ صاحب مصریون کے حال پر بہت مہربانی کرتے۔ یہان تک کہ اہل مصر بہت سی ناشائستہ حرکات بہی کرتے تب بہی وہ اون سے درگذر کرتے اور اون کے ساتھہ نرمی کا سلوک کرتے جب کسی نے اون سے دریافت کیا کہ ایسے شریرون کے ساتھہ اس قدر نیک سلوک کا کیا مطلب تو انہون نے فرمایا۔ کہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس نصیحت کی پیروی کا اثر ہے جو اونہون نے فرمایا تہا کہ جب تم مصر کے فاتح بنوگے تو اہل مصر کے ساتھہ نیک سلوک کرنا کیونکہ وہ میرے رشتہ دار ہین۔ میری مان ہاجرہ حضرت ابراہیم کی بیوی مصر کی شاہزادی تہین اللہ اللہ ہزارہا سالون کی گذری ہوئی بات کو یاد رکھنے والے اور اس قدر دور کی رشتہ داری کا لحاظ کرنے والے اور اس قدر نیک سلوک کی تاکید کرنیوالے مقدس وجود سچ ہے اگر کوئی دنیا مین سید ولد آدم بننے کے لائق انسان ہو سکتا ہے تو وہ محمدؐ ہی تہا۔ صلے اللہ علیہ وسلم کیا کوئی تہا یا ہے یا ہوگا۔ جس کے اخلاق ایسے ہی وسیع ہون ہان اوس کے طفیل ایسے اعلے اخلاق

[illegible] مین ساتھ حضرت لینے واسطے اب بڑی [illegible] اور ہمیشہ موجود [illegible]

[illegible] بزرگ کا مین ذکر کرنا

چاہتا ہون وہ ہمارے حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب ہین جو خلق [illegible] اسلام کے نور کے واسطے ایک نمونہ [illegible] زندگی [illegible] اون کی دینی خدمات [illegible] اور اس وقت جس اعلی دینی خدمت مین وہ مصروف ہین اس کی انجام دہی مین اپنی خاص رحمت اور تائید کے ساتھ اون کی دستگیری کرے تاکہ [illegible] نور دین کے ذریعہ سے دنیا پر چمک کر تمام جہان کو منور کر دے۔ آمین ثم آمین

جب مین قادیان سے بھیرہ کی طرف چلا اور میںنے بعد حصول اجازت از حضرت امام علیہ السلام حضرت الحکیم مولوی صاحب موصوف کی خدمت مین عرض کی۔ کہ مین بھیرہ جاتا ہون، تو آپ نے مجہے چند ایک یادداشتین لکھہ دین جن مین سے سب سے پہلی یادداشت یہ تہی کہ ڈاکٹر بشارت احمد سے کہنا کہ اہل بھیرہ کے ساتھہ خاص توجہ اور مہربانی کا سلوک کرین کیونکہ وہ میرا اصلی وطن ہے۔ سبحان اللہ اس سلوک کے واسطے آپ نے کوئی شرط نہین لگائی۔ کہ یہ توجہ خاص احمدیون پر ہو یا مسلمانون پر ہو یا اون لوگون پر ہو جو آپ کے رشتہ دار ہین یا اون پر ہو جو آپ کے واقف ہون بلکہ اوس کو عام کیا اس ہر ایک کے واسطے جو بھیرہ مین رہتا ہے کیونکہ یہ آپ کا مولد ہے خدارسیدہ لوگون کے من جانب اللہ ہونے کا یہ بہی ایک ثبوت ہوتا ہے۔ کہ اون کی ہمدردی عام خلقت کیلئے ہوتی ہے وہ کسی کو اپنی ہمدردی سے باہر نہین رکھتے اگر شریرون کا قتل بہی وہ چاہتے ہین تو اس واسطے نہین کہ ان کی ذات کے وہ دشمن ہوتے ہین بلکہ اس واسطے کہ نیکوکار ان کی شرارتون سے محفوظ رہین جب لیکھرام مطابق پیشگوئی اور اپنے مباہلہ کے مطابق میعاد کے اندر ہلاک ہوا تو حضرت نے لکھا کہ ہمین موقع ملتا۔ تو بلحاظ انسانی ہمدردی کے ہم اس کی جان بچانے کی ضرور کوشش کرتے لیکن اس کی موت کی خوشی ہم کو اس واسطے ہے۔ کہ خدا کی بات پوری ہوئی اور لوگون کے واسطے موجب ازدیاد ایمان ہوئی۔ شرائط بیعت کے درمیان حضرت اقدس نے ایک شرط یہ لکھی ہے کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی مین محض للہ مشغول رہیگا۔ اور جہان تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتون

---

[1] حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک وحی الٰہی کے مطابق سلمان ہین۔ سلمان اور سلیمان ایک ہی لفظ ہے عبرانی زبان مین سلمان [illegible] کہتے ہین اور اسی کو عربی زبان مین سلیمان کہتے ہین۔ سلمان کے معنے ہین۔ "دو صلح"

اور نعمتوں سے بہی نوع کو فائدہ پہونچا سکیگا۔ غرض اہل وطن کی اس خیر خواہی کو مد نظر رکھکر عاجز نے بہی ایام قیام بھیرہ میں اپنے دوستوں کی فرمائش کے مطابق چند ایک وعظ پند و نصائح کے بھیرہ میں کئے جس میں سے چند باتیں فائدہ کیواسطے اختصاراً یہاں لکہی جاتی ہیں۔

بشارت احمدؐ

سب سے اول اس امر کا ذکر خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ کہ ان ایام میں مقام بھیرہ کو ایک خاص نعمت جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن کے وجود میں عطا ہوئی ہے۔ جو کہ اپنے تقویٰ اور طہارت اور اخلاص اور خلق خدا کی ہمدردی کے سبب احمدیت کے واسطے آئی ڈیل اور سچ مچ بشارت احمدؐ ہیں۔ ان کی ہمدردی سب کے واسطے عام ہے۔ اور ان کے تقوے کا اس قدر شہرہ شہر میں ہے کہ کل (۱۱ مارچ کو) میں ایک مجسٹریٹ صاحب کے پاس اتفاق سے بیٹھا تہا۔ وہاں ایک شخص آیا جو کسی سے لڑائی کر چکا تہا۔ اور اس کا تمام چہرہ اور کپڑے خون آلودہ ہو رہے تھے۔ اوس نے اس امر کا کچھہ خوف ظاہر کیا۔ کہ فریق ثانی بہی ڈاکٹر کے پاس مشاہدہ کے واسطے گیا ہوا ہے۔ معلوم نہیں کیا ہو۔ مجسٹریٹ صاحب کے مونہہ سے بے ساختہ اور بے تکلف فوراً یہ کلمات نکلے۔ کہ آج کل یہاں کے ڈاکٹر صاحب ایسے ہیں کہ وہ سچ کے بغیر ہرگز کچھہ نہ لکہیں گے۔ خواہ کوئی کچھہ ہی کرے۔ جو اصلی اور صحیح حالت مجروح کی ہے وہ تو بعینہ وہی لکہیں گے عام مخلوق ڈاکٹر صاحب کے حسن سلوک اور بے لالچ محنت اور غریبوں پر رحم کے سبب سے نہایت ہی خوش ہے مگر احمدیوں کے واسطے ان کا وجود بالخصوص ایک نعمت ہے کیونکہ وہ ان کو روزانہ درس قرآن شریف کا دیتے ہیں سب ایک جگہ جمع پڑھتے ہیں اور جب سے وہ یہاں آئے ہیں۔ جماعت میں ایک خاص رونق اور ترقی ہے ان کے واسطے اللہ تعالےٰ اون کو جزائے خیر دیوے۔ آمین۔ جیسا کہ میں اوپر اشارہ کر آیا ہوں۔ میرے بھیرہ میں وارد ہونے پر احباب نے تجویز کی کہ سب دوست ایک جگہ پر جمع ہوں اور عاجز راقم کچھہ وعظ کرے۔ چنانچہ اسی دن ملک سمند خان صاحب نے جو انجمن احمدیہ بھیرہ کے سکرٹری ہیں تجویز کی کہ آج شام کو اون کے مکان پر مابین مغرب وعشاء جلسہ ہو اور سب دوست وہاں جمع ہوویں۔ تاکہ حضرت مسیح کے ایک غلام سے کچھہ باتیں سنیں۔ اس جلسہ کی تقریب کا ایک یہ سبب بہی ہوا کہ ملک صاحب موصوف کے فرزند ارجمند ملک کرم الٰہی صاحب حال میں امتحان تحصیلداری میں کامیاب ہوئے ہیں اور وہ اس خوشی میں بہی دوستوں کو دعوت دینا چاہتے تھے دنیادار تو ایسی دعوتوں کے وقت میں راگ اور ناچ کا تماشا دیکہتے ہیں اور انہوں نے قدرت الٰہی کے وعظ کا تماشا دیکہا۔ جو حاضرین کے واسطے موجب ازدیاد ایمان ہوا۔

بسم اللہ

یہ پہلی تقریر تہی۔ جو کہ میں نے بھیرہ میں کی اور اس کا مضمون تہا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خلاصہ اس تقریر کا یہ تہا۔ کہ قرآن شریف ایسی عجیب نعمت ہے کہ بڑے عالم اور بہاری عارف عمروں کی عمریں گذار دیں۔ تو معارف قرآنی کا سمندر کبہی ختم نہیں ہو سکتا اور ایک کم فرصت اور بے علم ایک ہی آیۃ کو لیکر اس پر علم و عمل حاصل کرے تو اوس کے واسطے وہی معجزہ نما ہو جاتی ہے۔ بسم اللہ کی آیۃ بجائے خود سارے قرآن شریف کا خلاصہ مطلب ہے۔ اور اگر کوئی اس ایک آیت کا عمل کمائے تو وہ اسی سے نہ صرف نجات یافتہ بلکہ اعلےٰ درجہ کا متقی اور صالح آدمی بن سکتا ہے مگر عمل کے یہ معنے نہیں کہ کوئی شخص وا ہلئے تسبیح ہاتھہ میں لے کر ہزار بار بے سمجھے سوچے بسم اللہ بسم اللہ کہے بلکہ عمل کے یہ معنے ہیں۔ کہ اس کے تمام حرکات اور سکنات افعال اقوال خیالات چلنا۔ پھرنا۔ اٹہنا۔ بیٹھنا سب بسم اللہ کے ساتہہ ہوں یعنے اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری کے ماتحت اللہ تعالےٰ کے احکام کے نیچے ہوں۔ صبح اوٹھے تو بسم اللہ کرکے اٹہے کہ اے اللہ تعالےٰ تیرا نام لے کر میں اٹہتا ہوں یعنے میں اپنے تمام کاموں میں تیرے نام کا خیال رکہوں گا اور کوئی کام میں ایسا نہ کرونگا جو تیرے حکم یا تیری رضامندی کے برخلاف ہو۔ رات کو سوئے تو بسم اللہ کرکے سوئے کہ اے خدا میں تیرے نام پر اپنے دینی و دنیوی کام و کاج اور بیداری کے اشغال کو ختم کرکے عالم خواب میں جاتا ہوں۔ غرض اس طرح اپنے ہر ایک کام کو بسم اللہ کے ماتحت رکھے۔ تب وہ خدا تعالےٰ کے صفات رحمانیت اور رحیمیت سے فائدہ حاصل کریگا خدا تعالی اس پر رحم کریگا۔ اوس کے ہر ایک کام میں برکت دیگا۔ مومن کو چاہیئے۔ کہ بسم اللہ کے ان مطالب پر غور کرتے ہوئے اپنے ہر ایک کام کو بسم اللہ سے شروع کرتا رہے۔ یہاں تک وہ رفتہ رفتہ بسم اللہ کا عامل بنجائے

درس قرآن شریف

دوسرے دن (۱۲ مارچ) کو میں درس قرآن شریف میں شامل ہوا۔ جب سے ڈاکٹر صاحب یہاں تشریف لائے ہیں اون کی تحریک سے احباب نے **درس قرآن شریف** کا ایک سلسلہ جاری کیا ہوا ہے۔ روزانہ بعد از نماز عصر حکیم فضل الدین صاحب کی حویلی میں چند دوست جمع ہوتے ہیں اور ڈاکٹر صاحب قریباً ایک رکوع کا ترجمہ اور تفسیر سناتے ہیں اوس دن ڈاکٹر صاحب کے اصرار پر مقررہ رکوع عاجز نے سنایا میرے خیال میں یہ بہت ہی عمدہ نمونہ ہے اور ہر جگہ کی جماعت احمدیہ کو چاہیئے کہ اس طرز کو اختیار کریں۔ کہ جس طرح حضرت مولوی نور الدین صاحب موصوف روزانہ ایک رکوع کا ترجمہ اور تفسیر سناتے ہیں۔ اسی طرح ہر شہر کے احمدی برادران اسبات کا التزام کریں کہ ان میں سے ایک صاحب روز دوسرے دن کو کچھہ حصہ قرآن شریف کا بمعہ ترجمہ سنا دیا کریں حصول علم اور حصول تقوے کیواسطے یہ ایک بہت ہی مفید اور ضروری راہ ہے۔

توریت و انجیل میں حضرت سید الرسل اور مسیح موعود کے متعلق پیشگوئیاں

مذکورہ بالا رکوع کے درس میں اہل کتاب کا ذکر تہا۔ اس تحریک کے سبب اس شب احباب نے جو مجلس وعظ کی مسجد واقع محلہ معماران میں قائم کی۔ اس میں بعض دوستوں کی خواہش کے مطابق عاجز نے توریت اور انجیل کی وہ پیشگوئیاں سنائیں۔ جو کہ آنحضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس موجودہ بائیبل میں باوجود ان تغیرات کے جو اس کے لاحق حال ہمیشہ رہے اب تک پائی جاتی ہیں اس کے ضمن میں سب سے اول میں وہ واقعات بیان کئے جن کے سبب سے مجھے بموجب حکم

مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ان کتب سماوی کی اصلی زبان یعنے عبرانی پڑہی تہی۔ اور اوس کو مینے کس طرح سے پڑہا۔ پادریوں نے عموماً مجھے پڑہانے سے انکار کیا اور بالآخر خدا کے فضل سے مین نے خود ہی اوسے پڑہا۔ یہان تک کہ بی۔ اے کے امتحان مین مینے عبرانی زبان لی اور اس مین پاس ہوگیا (مین بی۔ اے پاس نہین ہون کیونکہ انگریزی مین فیل ہوگیا تہا لیکن رجسٹرار نے مجھے اطلاع دی تہی کہ تم زبانہائے عربی و عبرانی مین پاس ہو) پھر ایک یہودی اوستاد سے مینے تلفظ زبان عبرانی کو صاف کیا اور بالآخر وہ یہودی مسلمان ہوگیا پھر مینے عبرانی توریت مین حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کا نام محمدؐ بجنسہٖ پایا۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دنیا مین مبعوث ہونا اور بتون کا توڑنا اور آپکے تیرہ سو سال بعد مسیح موعود کا پیدا ہونا یہ سب کچھ توریت مین بہ صراحت موجود ہونا مینے دیکھا۔ پھر مین نے اس پیشگوئی کی صراحت عبرانی انجیل کی مدد سے پائی۔ کہ مسیح موعود کو سورہ فاتحہ کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے۔ یہ سب باتین پورے طور سے کھول کر اس وعظ مین بیان کی گئین جس کی تفصیل اخبار مین نہین ہوسکتی۔ انشاء اللہ کسی الگ رسالہ مین ان پیشگوئیون کو بعینہٖ عبرانی عبارتون اور ان کے تراجم کے کسی وقت خدا تعالے نے توفیق دی تو لکھا جائیگا۔

مرزا صاحب کو مسیح موعود ماننا کیون ضروری ہے

اس سے دوسرے روز احباب مسجد احمدیان واقع لوہاران موری مین جمع ہوئے اور بعض دوستون کی تحریک سے اِسبات پر مینے تقریر کی کہ حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود ماننا کیون ضروری ہے۔ یہ تقریر لمبی تہی مگر خلاصہ اس کا یہ تہا۔ کہ اس وقت اگر حالت زمانہ کو دیکھا جائے اور مسلمانون پر جس قدر مصائب ظاہری اور باطنی وارد ہو رہے ہین اون پر غور کیا جاوے اور پھر اسکے ساتھ خدا تعالے کے وعدے کو جو قرآن و حدیث مین موجود ہے۔ کہ ایسے وقت مین کوئی امام۔ مجدد پیدا ہوگا اوس پر غور کیا جاوے اور پھر اس حدیث کو بھی ساتھ ہی رکھا جاوے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد اسلام مین آتا ہے۔ تو یہ سب باتین مل ملاکر ہم کو مجبور کرتی ہین۔ کہ اگر اسلام اور قرآن اور حدیث سچ اور صحیح ہے۔ اور ضرور ہے تو یہ بھی ضرور ہے۔ کہ اس وقت کوئی ملہم ربانی قوم کا تزکیہ کرنیوالا اور مخالفین کے حملون سے اسلام کو بچانے والا روئے زمین پر موجود ہو۔ ورنہ ایسے وقت مین اگر کوئی نہ آیا۔ تو نعوذ باللہ تمام وعدے قرآن و حدیث کے جھوٹے ہوجائین گے۔ غرض ہم مجبور ہین کہ اسلام کی صداقت کو قایم رکھنے کے واسطے اس وقت کسی امام ربانی کی تلاش کرین۔ سو جب ہم اس تلاش مین نکلتے مین تو بجز حضرت مرزا صاحب کے ہم کو کوئی اور آدمی ایسا نہین ملتا جو مامور من اللہ ہونے کا مدعی ہو اور اوس نے ایک جماعت بنائی ہو اس لحاظ سے خود زمانہ کی حالت ہم کو مجبور کرتی ہے کہ اگر مرزا صاحب مین کوئی عیب دیکھتے ہین کہ آیا یہ شخص ہم کو کوئی ایسی بات تو نہین سکھاتا جو شریعت اسلام اور قرآن و حدیث کے مخالف ہو تو ہمین معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کی تمام باتین شریعت اسلام کے مطابق ہین وہی قرآن وہی حدیث وہی قبلہ وہی نماز وہی روزہ تو ہمین اور بھی خوشی ہوتی ہے۔ کہ اگر ہم اس وقت کسی کو مجدد نہ مانتے تو قرآن و حدیث کو نعوذ باللہ جھوٹا کہنا پڑتا ہے اور اب ہم کو مجدد مل گیا تو ایسا ہے کہ اوس کے ماننے سے کم از کم ہمارا کوئی نقصان نہین کیونکہ اس کی سب باتین شریعت کے مطابق ہین۔ اب ہمین ایک شخص مدعی مہدویت مل گیا اور وہ شریعت کے مطابق ہی ہے اب آگے دیکھنا چاہیئے۔ کہ آیا وہ خدا رسیدہ ہے یا نہین اس کے واسطے آسان راہ یہ ہے۔ کہ اگر ایک شخص مثلاً کہے کہ میری بادشاہ تک رسائی ہے اور بادشاہ کے حضور مین میری سنی جاتی ہے اور بادشاہ نے مجھے اس شہر کا حاکم مقرر کردیا ہے اور ایک دوسرا شخص اُٹھے اور وہ بھی ایسا ہی کہے اور اس پہلے شخص کی مخالفت کرے تو چاہیئے۔ کہ ہر دو کیطرف سے ایک درخواست بادشاہ کے حضور مین بھیجائی جاوے اور درخواست کنندے اپنے مخالفین کے حق مین بادشاہ کے حضور فریاد کرین۔ پھر جو صادق ہوگا اور فے الواقع بادشاہ کیطرف سے ہوگا اوس کی بادشاہ امداد کریگا۔ اور جھوٹے کیواسطے وہ قتل کا حکم دیگا۔ کیونکہ بادشاہ کی طرف سے وہ جھوٹا حاکم بنا تہا۔ چنانچہ ایسا ہی یہان بھی ہوا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ مین ڈوئی کاذب نبی کھڑا ہوا تہا وہ ہلاک ہوگیا۔ پھر صرف وہی نہین بلکہ ہر ایک شخص جس نے آپکے برخلاف دعوی کیا وہ ہلاک ہوا اور حضرت کی جماعت کا سلسلہ دن بدن ترقی پکڑتا گیا۔ مولوی قصوری۔ مولوی اسماعیل علی گڑہی۔ چراغ دین جمونی۔ الٰہی بخش لاہوری۔ فقیر مرزا دوالمیالی لیکہرام آریہ کس کس کو گنین۔ ہر ایک جو مدعی الہام کا اور خدا رسیدہ ہونے کا بن کر حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ مین کہڑا ہوا۔ ذلیل ہوا۔ نامراد ہوا۔ تباہ ہوا۔ ہلاک ہوا۔ فنا ہوا اس سے ظاہر ہے۔ کہ خدا تعالے کا راستباز اور صادق بندہ کون ہے تجربہ امر سمجھنے اور غور کرنے کے لائق ہے۔ کہ یہ کیا سبب ہے کہ جو شخص اوس کے مقابل مین آتا ہے وہی ہلاک ہوتا ہے اور یہ ہر میدان کامیاب ہوتا ہے ان تمام اُمور سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ شخص فے الواقع خدا رسیدہ ہے اس کی ضرورت بھی ہے۔ اسلام کی شریعت کے مطابق بھی ہے۔ خدا رسیدہ ہے جو کوئی اوس کی مخالفت کرے وہ خود ہلاک ہوجاتا ہے اور یہ دن بدن ترقی پکڑتا ہے۔ کسوف خسوف والی پیشگوئی بھی اس کے زمانہ مین پوری ہوگئی۔ مسیح موعود کے زمانہ کے جو نشانات مثلاً طاعون۔ زلازل اور قحط اور اُونٹ کا بیکار ہوجانا اور نہرون کا جاری ہونا اور باہمی میل جول کا کثرت سے بڑہنا یہ سب باتین اس کے زمانہ مین پوری ہوگئین ان سب نشانات کے ہوتے ہوئے اگر ہم اوس کو مان نہ لین تو پھر کین تو کیا کرین۔ اب تو خدا تعالے پر ایمان لانے والا سوا اس کے کوئی ہو نہین سکتا۔ جو اس کو ملنے نہ والا ہو۔ کیونکہ اگر یہ شخص صادق نہین۔ تو پھر وہ قانون کہان گیا۔ کہ مفتری علے اللہ جلد ہلاک ہوتا ہے اس کلام کو کیا ہوا جسمین لکھا ہے۔ کہ خدا صرف صادق کی نصرت کرتا ہے پس اس شخص کا انکار تو صاف خدا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور اوس کی کتاب اور تمام انبیاء کا انکار ہے۔

انجمن مستورات احمدیہ بھیرہ

اوس سے دوسرے روز ۸ مارچ ۱۹۰۸ء کی شام کی کو ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے مکان پر ایک تقریر ہوئی۔ جس کے سننے کے واسطے بہت سی عورتین بھی جمع ہوئی تہین جن کیواسطے پردے والی جگہ کا خاص انتظام ڈاکٹر صاحب موصوف

نے کرلیا تہا۔ اس تقریر مین سورۂ اخلاص کی تفسیر کی گئی اور شرک وبدعت سے بچنے کی طرف توجہ دلائی گئی اور شادی کی رسمون اور شرک وبدعت کی باتین جو خوشی یا غمی کیوقت عموماً عورتون سے سرزد ہوتی ہین اون سے بچنے کیطرف خاص طور پر وعظ کیا گیا۔ اس جگہ اس بات کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ بھیرہ مین **اہلیہ جناب ملک کرم آلہی صاحب** امیدوار ضلعدار کی محنت اور کوشش اور دُعا کے نتیجہ مین مستورات کے درمیان سلسلہ احمدیہ کی محبت اور اخلاص ایک خاص رنگ پکڑے ہوئے ہے۔ سب عورتین نماز جمعہ کے واسطے مسجد معماران کے متصل حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب کے مکان پہ جمع ہوتی ہین۔ جہان کہ پردے کا خاص انتظام کیا گیا ہے اور نیز انجمن مستورات بہی اس جگہ قائم ہوگئی ہے جس مین اہلیہ ملک صاحب موصوف نے ایک وعظ بہی کیا تہا جس کا خلاصہ اونہون نے چہاپنے کے واسطے مجھے دیا ہے اور انشاء اللہ بدر خواتین کے کالمون مین اسکو چہاپا جاوے گا۔ اہلیہ ملک صاحب موصوف ہمارے مکرم دوست ملک مولا بخش صاحب رئیس گورالی کی دختر ہین ملک صاحب نے اون کو بہت عمدہ تعلیم دلائی ہے اور سلسلہ حقہ کی کتب کا انہون نے خوب مطالعہ کیا ہے اور دین کی محبت مین وہ بالکل محو ہین۔ یہ نیک خاتون بھیرہ کی احمدیہ خاتونون کیواسطے ایک خاص نمونہ ہے اور مین امید کرتا ہون۔ کہ اوس کی توجہ، محبت اور اتہک دُعا سے یہان عورتون کے درمیان بہت ہی اصلاح ہوجاوے گی۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ یہی مبارک خاتون دراصل اپنے خاوند اور خسر اور اون کے تمام گہرانے کے واسطے سلسلہ احمدیہ مین شامل ہونے کا باعث ہوئی۔ اللہ تعالےٰ کی حکمت ہے۔ کہین مردون کے ذریعہ سے عورتین ہدایت پاتی ہین اور کہین عورتین مردون کے واسطے ہدایت کی محرک ہوجاتی ہین جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے بہی میرے ساتھ ذکر کیا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود کی خدمت مین حاضر ہونے کے واسطے ان کے لئے بہی محرک اول اون کی نیک بیوی ہوئی تہی جس نے کہین اتفاق سے برکات الدعا پڑہی تہی اور وہ پھر ڈاکٹر صاحب کو دکہائی اور اون کو دعا کرانے کے لئے قادیان جانے کی تحریک کی۔ اللہ تعالےٰ اون سب کو جزائے خیر دے۔

برکاتِ درود شریف

جمعہ کے روز محلہ مسجد معماران مین درود شریف کے برکات پر مینے خطبہ پڑہا جس کا خلاصہ مطلب یہ تہا۔ کہ درود شریف حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حق مین ایک دُعا ہے اور صلوٰۃ اور سلام سے یہ مراد ہے کہ آپ کے دین مین ترقی ہو اور آپ کے فیض حاصل کرنیوالی قوم بڑہے اور پہولے اور پہلے۔ قرآن شریف کی عزت دنیا مین قائم ہو۔ اور دین اسلام کا بول بالا ہو۔ درود شریف مین آل سے مراد صرف وہ لوگ نہین جو کہ حضرۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد مین سے ہین بلکہ آل رسول سے مراد وہ تمام لوگ ہین جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے تابعدار اور آپ کے نور فیض سے منور ہوکر اسلام کے چمکتے ہوئے نمونے ہین۔ تمام اولیاء اللہ اور مجددا و ابدال اور قطب اور علماء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آل مین شامل ہین۔ درود شریف مین حضرت ابراہیم پر خدا تعالےٰ کی صلوٰۃ اور سلام کا جو ذکر کیا جاتا ہے۔ اس سے یہ مراد ہے۔ کہ جیسا کہ حضرت ابراہیم کی اولاد مین پہلے لوگ نبی اور پیغمبر۔ اور حکماء اور شہداء اور منعم علیہ ہوئے۔ اور خدا تعالےٰ سے مخاطبہ مکالمہ حاصل کرنے والے ہمیشہ پیدا ہوتے رہے ہین ایسا ہی حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت مین بہی ہون اور جیسا کہ پہلے آخری حالت خراب کیواسطے ان کے درمیان ایک مسیح پیدا ہوا تہا۔ ایسا ہی اون کے درمیان بہی ایک مسیح پیدا ہو۔ لکہا ہے۔ کہ جس دعا کے آگے پیچھے درود شریف پڑہا جاوے وہ دُعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ درود شریف خود ایک دعا ہے۔ جو ضرور قبول ہونے والی ہے کیونکہ خداوند کریم اور اس کے فرشتے بہی آنحضرت صلعم پر درود بھیجتے ہین۔ تو جس صورت مین دو دعائین آگے پیچھے قبول ہونے والی ہون گی اون کے درمیان کی دعا بہی انشاء اللہ قبولیت کا درجہ حاصل کرے گی لیکن درود شریف کا پڑہنا صرف زبان سے نہین ہونا چاہیئے بلکہ سچے دل کے ساتھ اور اوس کا عمل مومن کو کمانا چاہیئے۔ درود شریف کا عمل کمانا اس طرح سے ہے۔ کہ جیسا کہ موُنہہ سے اس دُعا کو مانگتا ہے ایسا ہی اپنی بدنی اور مالی کوششون کے ساتھ مومن آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت اور ترقی مین دل وجان کے ساتھہ ہر وقت کوشان رہے پہلے اپنی اصلاح کرے اور پہر ساتھہ ہی دوسرون کی اصلاح کیطرف متوجہ ہوجائے اور مخلوق آلہی کو دین محمدیؐ پر قائم کرنے کی کوشش کرے۔ اور دین محمدیؐ کے واسطے اس قدر درد دل سے دعائین کرے کہ خدا تعالیٰ سے

پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد

کی آوازہ سن لے۔

انجمن احمدیہ ضلع شاہ پور

اس کے بعد مین جلد قادیان جانے کو طیار تہا۔ کہ قادیان سے عرب صاحب عبد المحیی کے خط سے مجھے معلوم ہوا کہ لنگر کے واسطے کچھ چندہ کرنے کی ضرورت ہے اس واسطے مین نے بھیرہ مین احباب کے درمیان لنگر کے واسطے کچھ خاص وقتی چندہ کرنے کی تحریک کی اور اس کے ساتھ ہی دوستون کے مشورہ سے یہ مناسب سمجھا گیا۔ کہ میانی اور سرگودہ مین بہی چند گھنٹون کے واسطے جانا چاہیے۔ ان مقامات مین جانے کی ضرورت اس واسطے بہی تہی۔ کہ صدر انجمن احمدیہ نے انجمن احمدیہ بھیرہ کو **انجمن ضلع** قرار دیا ہے اور اس کے ماتحت میانی اور سرگودہ مین شاخہائے انجمن کا قائم کرنا اور نیز ان مقامات مین مدرسہ کی عمارت کے واسطے چندہ کی تحریک کا کرنا ضروری تہا۔ چنانچہ عاجز راقم بہمراہی **ملک کرم آلہی صاحب** (جو کہ اس جگہ ایک پرجوش اور مخلص دوست ہین اور رات دن سلسلہ کی خدمات مین دل وجان سے **مصروف** رہتے ہین۔ اللہ تعالےٰ اون کو جزائے خیر دے اور دین ودنیا مین اون کو حسنات عطاء فرماوے اور جلد تر انہین کسی معزز عہدہ پر ممتاز فرماوے۔)

شام کی گاڑی مین روانہ ہوکر رات کو ہم میانی مین رہے۔ برادرم حکیم محمد جمیل صاحب اور ایک اور بزرگ دوست بہی میانی تک ہمارے ساتھہ رہتے اوس سے آگے سرگودہ کو مین اور ملک صاحب گئے چند گھنٹے سرگودہ مین قیام رہا۔ اور پہر رات کو واپس بھیرہ مین آگئے میانی مین جماعت کے آدمی بہت ہی تھوڑے

آیۃ الکرسی

ہین۔ ہم ہر چہارکس شیخ غلام رسول صاحب کے مکان پر ٹہرے شیخ صاحب موصوف نے بہت محبت اور اخلاص کے ساتھہ ہماری خاطرداری کی۔ قریب کے گاؤن سے مخدوم محمد صدیق صاحب اور

دو بھائی کھوکھیاٹ سے بھی تشریف لائے جن میں ایک صاحب نے نہایت لطیف پیرایہ میں ایک تہنیت نامہ بھی لکھا ہے۔ میانی میں شاخ انجمن احمدیہ بھی بنائی گئی۔ جس کے پریزیڈنٹ شیخ غلام رسول صاحب اور سکرٹری مخدوم محمد صدیق صاحب مقرر ہوئے۔ اور حسب درخواست احباب عاجز نے ایک آئیت قرآن شریف کی پڑھی۔ جس کا نام آیۃ الکرسی ہے۔ اور اس کا ترجمہ اور تفسیر سنائی۔ جو اختصاراً انشاء اللہ اگلے اخبار میں درج کی جائیگی۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

اتمام البرہان مصنفہ شیخ احمد حسین صاحب میرٹھی پر ریویو

(از سید صادق حسین صاحب صادق مختار عدالت وسکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

مہدی آخرالزمان

شیخ صاحب موصوف اتمام البرہان کے صفحہ ۱۱ میں مصنف حقیقۃ اللہ تعالیٰ کی کاسہ لیسی فرماکر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ "قادیانی صاحب نے براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت قرآن کریم کے الہامی ہونے کے ثبوت پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ الہام کو مرادف وحی قرار دے کر اپنے آپ کو الہام کی نون متعدد صورتوں کے ساتھ مورد وحی ہونا قرار دیا ہے اور آیات قرآنی کو اپنی نسبت منسوب کیا ہے۔"

شیخ صاحب نے اس اعتراض میں درحقیقت تین اعتراضات کو جمع کر دیا ہے:-

(۱) الہام و وحی کو مترادف المعنی قرار دینا ناجائز ہے۔

(۲) وحی جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔ اس لئے آنحضرت صلعم کے بعد کوئی شخص مورد وحی نہیں ہو سکتا۔

(۳) وحی یا الہام کے طور پر کسی شخص پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آیات قرآنی نازل نہیں ہو سکتیں۔

اب شیخ صاحب نے اعتراضات تو پیش کر دیئے مگر اپنے بیان کی تائید میں قرآن وحدیث سے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ نہ وحی والہام کی تعریف لکھی۔ البتہ علامہ شعرانی کی میزان کبرے کے حوالہ سے کشف والہام کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کے بارہ میں ایک معیار پیش کیا ہے اور وہ معیار یہ ہے:-

"اہل کشف پر واجب کیا گیا ہے۔ کہ وہ اپنے کشفی علم کو قبل از عمل کتاب وسنت کے مطابق کرے۔ اگر موافق کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کے ہو۔ تو عمل کے قابل ہے۔ ورنہ اس پر عمل کرنا حرام ہے۔"

معزز ناظرین وحی الہام کی بحث میں شیخ صاحب نے کشف کے متعلق یہ معیار پیش کیا ہے۔ اور اسی پر قناعت کی ہے۔ پس شیخ صاحب کے طرز عمل سے ثابت ہو گیا۔ کہ خود بدولت وحی و الہام و کشف ان تینوں چیزوں کو مترادف المعنی سمجھتے ہیں۔

اور ان سب کے لئے ایک ہی معیار یعنی مطابقت کتاب وسنت پیش کرتے ہیں۔ اور حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی یہی مذہب ہے۔ کہ کوئی وحی والہام وکشف جو کتاب وسنت کے مطابق نہ ہو۔ ہرگز ماننے اور عمل کرنے کے قابل نہیں۔ لہذا شیخ صاحب کے اعتراضات خود شیخ صاحب کی تحریر سے ہی مردود ثابت ہوگئے۔

مگر چونکہ شیخ صاحب نے اس بحث میں اپنی سخن فہمی و دقیقہ سنجی نازک خیالی۔ شیریں مقالی کے عجیب وغریب حیرت انگیز وندرت خیز جوہر دکھلائے ہیں۔ اس لئے ہم معزز ناظرین سے سفارش کرتے ہیں۔ کہ وہ اتمام البرہان کے اس مبحث کو ضرور ملاحظہ فرماکر شیخ صاحب کی قدردانی فرمائیں اور پیٹھ ٹھونک کر ان کی ہمت بڑھائیں۔ کہ احمدیوں کو شکست دینے کے زعم میں انہوں نے حقائق و معارف کا وہ لازوال خزانہ جو ان کے مرشدان باطنی کے مقدس سینوں میں مخفی ومحفوظ چلا آتا تھا۔ کمال حسن چشمی و دریادلی کے ساتھ پبلک کے لئے وقف کر دیا۔ لیکن شائد نقاد طبع نکتہ رس ناظرین میں سے کوئی بزرگ اس سفارش کو قبول فرمانے سے پہلے ان معارف وحقائق کا کوئی نمونہ ملاحظہ فرمانا چاہیں۔ تو شیخ صاحب علیہ الرحمۃ کے اس گنج شائگان سے چند جواہر الطبع نمونہ ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں:-

نمونہ اول۔ شیخ صاحب کا خیال۔ وحی شیطانی مطابق آیہ کریمہ ان الشیاطین لیوحون الی اولیاءھم قیامت تک باقی رہینگی۔ مگر وحی ربانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ساتھ ختم ہو گئی۔ پس شیخ صاحب کے مسلک پر اولیاء الشیطین تو قیامت تک مورد وحی شیطانی ہوتے رہینگے۔ مگر اولیاء الرحمن مورد وحی ربانی ہو نہیں سکتے۔

ہمارا استفسار۔ حضرت شیخ صاحب! یہ تو فرمائیے کہ وحی شیطانی کے قیامت تک قائم رہنے اور وحی ربانی کے موقوف ہو جانے کی وجہ کیا ہے۔ کیا توبہ توبہ خدا کو اپنی عاجز مخلوق کا گمراہی میں ڈالنا خود پسند آگیا ہے۔ وحی رسالت کے منقطع ہو جانے کے لئے تو بیشک یہ وجہ موجود ہے۔ کہ تکمیل شریعت کے بعد عقلاً اس کی ضرورت نہیں رہی۔ مگر اسرار شریعت سمجھنے کیلئے وحی ولائیت کس بنا پر منقطع مانی جائے۔ کیا اس کے لئے کوئی عقلی یا نقلی دلیل آپ کے پاس ہے۔ نہیں تو جب باوجود دائمی ضرورت وحی ولائیت کے خداوند تعالیٰ نے وحی ولائیت کے سلسلہ کو منقطع فرمایا۔ اور وحی شیطانی کے سلسلہ کو منقطع نہ فرمایا۔ تو اس سے بجز اس کے اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ کہ معاذ اللہ اب خدا کو اپنی مخلوق کا گمراہ کرنا خود پسند آگیا ہے۔

نمونہ دوم۔ شیخ صاحب میزان کبرے کے حوالہ سے صفحہ ۱۱ میں لکھتے ہیں کہ غیر معصوم کا کشف سوائے حضرت ابوبکر صدیق کبھی قطعی نہیں ہوتا۔ اور صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں۔ کہ غیر معصوم کا کشف والہام کبھی قطعی

ولقین کا افادہ نہیں دے سکتا۔"

پھر اُس کی تردید اسی صفحہ ۱۲ میں شیخ صاحب اپنے ہی قلم مبارک سے اس طرح فرماتے ہیں:۔

"اور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کے قول سے صریح ظاہر ہے۔ کہ علماء شریعت کا پلّہ صوفیہ کے پلّہ سے ہمیشہ غالب رہا۔ اور اُن کی نظر صوفیہ کی نظر سے ہمیشہ بلند رہی۔ کیونکہ علوم الہامی کا علوم ظاہری شریعت سے اس طرح پر موافق رہنا کہ کسی چھوٹے اور ادنٰی امر میں بھی مخالف نہ ہو۔ یہ فقط اُنہیں افراد کے علوم میں ہے۔ جو کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام صدیقیت سے مشرف ہوئے۔ اور صدیقیت کے مقام سے ہر مقام تحتانی میں ایک قسم کا سکر متحقق ہے۔ جس میں خطا کا آنا بالکل بجا ہے۔ اور جب تک کہ شریعت منقولہ کے مطابق نہ ہو۔ غیر صدیق کا الہام کبھی مقطوع الافادہ نہیں ہوسکتا۔"

معزز ناظرین! شیخ صاحب اپنے پہلے قول میں حضرت ابوبکر صدیق کے سوائے کسی اور شخص کے کشف یا الہام کو قطعی قرار نہیں دیتے اور دوسرے قول میں جو امام ربانی مجدّد الف ثانی کے حوالہ سے لکھا گیا ہے۔ ان تمام افراد اُمّت کے کشف والہام کو جو کشف کے درجہ پر پہنچے ہوئے ہوں۔ قطعی قرار دیتے ہیں۔ اور اس صریح اور بیّن تناقض کی جو ایک ہی جگہ اُن کی تحریر میں موجود ہے۔ کچھ بھی خبر نہیں رکھتے۔ اور باایںہمہ لطف یہ کہ اپنی کتاب کو لاجواب سمجھتے ہیں۔ شرم! شرم!! شرم!!!

ساتھ ہی شیخ صاحب اس بات پر بھی غور نہیں فرماتے کہ چودھویں صدی کا مجدّد جب کثرت مکالمات ومخاطبات کی وجہ سے مجازاً نبی کا خطاب بارگاہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پاچکا ہے اور نبی کا مرتبہ صدیق سے افضل ہوتا ہے۔ تو پھر اس صدی کے مجدّد کے الہامات قطعی کیوں نہیں۔

نمونہ سوم۔ شیخ صاحب اعتراض کرتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب آیہ کریمہ **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدٰی ودین الحق لیظھرہ** کا مصداق کیونکر ہوسکتے ہیں۔ اس اعتراض کی تائید میں شیخ صاحب نے شیخ چلی کی طرح بہت سے خیالی پلاؤ پکائے ہیں۔ مگر اُن سب کی تردید میں صرف ایک مختصر جواب مندرجہ ذیل کافی ہے:۔

جواب۔ جس طرح آپ کے خیالی مہدی اس آیہ کریمہ کے مصداق ہوسکتے ہیں۔ اُسی طرح حضرت مرزا صاحب ہوسکتے ہیں **فما ھو جوابکم فھو جوابنا**۔

نمونہ چہارم۔ شیخ صاحب اتمام البرہان کے صفحہ ۱ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اگر یہ مان لیا جائے کہ قادیانی پر یہ آیتیں (ھو الذی ارسل رسولہ وغیرہ) اب اُتری ہیں۔ تو ظاہر انکار آیات بیّنات قرآنی ثابت ہوتا ہے۔ جو صریح کفر ہے اور نیز قادیانی صاحب کا سرقہ پایا جاتا ہے۔ بلکہ اُس کا خدا بھی خود مرتکب اس سرقہ کا ثابت ہوتا ہے۔ کیا اس معنی سے اور الفاظ یاد نہ تھے۔ جو کتاب رسول اللہ صلعم سے سرقہ کرنا پڑا۔ اور الزام سرقہ الفاظ وعبارت فرقان مجید کے ثابت ہوئے۔ کیا کوئی اور زبان نہیں آتی تھی۔ تم پر تو زبان پنجابی میں ضرور ہی اتارنا تھا۔ کہ کچھ قرین قیاس بھی ہوتا۔ کیونکہ سابق انبیاء پر بھی اپنے ملک اور اُسی قوم کی زبان میں مشرف بہ ارشادات ہوئے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ الآیۃ۔ قادیانی صاحب کا خدا اس جگہ چوک گیا۔ ورنہ ایسی فاش غلطی نہ ہوتی۔"

جواب۔ کتاب مقامات امام ربانی مجدّد الف ثانی مطبوعہ مطبوعہ مطبع جیون پرکاش کے صفحہ ۱۳۶ میں لکھا ہے "سب سے چھوٹے فرزند حضرت مجدّد الف ثانی کے حضرت شاہ محمد یحیٰی ہیں ان کی ولادت باسعادت سنہ ۱۰۲۴ھ میں ہوئی اور وفات سنہ ۱۰۹۶ھ میں۔ ان کے تولد سے پہلے حضرت مجدّد الف ثانی کو الہام ہوا تھا۔ انا نبشرک بغلام اسمہ یحیٰی۔ اور اسی رعائت سے اُس کا نام محمد یحیٰی رکھا۔

ناظرین! یہ الہام حضرت مجدّد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا قرآنی آیت ہے۔ جو پارہ ۱۶ سورۃ مریم رکوع ۱۳ میں اس طرح آئی ہے "یٰزکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحیٰی"۔ اے ذکریا۔ ہم تجھے خوشی سناتے ہیں۔ ایک لڑکے کی جس کا نام یحیٰی ہے۔

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدّد الف ثانی کو میر ٹھی شیخ صاحب نے امام ربانی مانا ہے۔ اور اتمام البرہان کے صفحہ ۱۲ میں اُن کے قول سے استدلال کیا ہے پس اگر کوئی معترض شیخ صاحب کے مسلم امام ربانی کے مقابلہ میں اعتراض کی وہی عبارت لفظ قادیانی کے بجائے مجدّد الف ثانی لکھ کر پیش کرے۔ تو شیخ صاحب اُس کا کیا جواب دیں گے۔ جو کچھ جواب اس اعتراض کا شیخ صاحب تجویز فرمائیں۔ وہی حضرت مرزا صاحب قادیانی کی طرف سے بھی قبول فرمائیں۔

علاوہ بریں ٹھنڈے دل سے ذرا اس بات پر بھی غور کرلیں کہ حسب اعتقاد جناب جب حضرت مسیح بن مریم اسرائیلی آسمان سے نازل ہونگے۔ تو اُن پر وحی کس زبان میں نازل ہوگی۔ اگر کہا جائے کہ عبرانی زبان میں جو اُن کی مادری اور قومی زبان تھی۔ تو ظاہر ہے کہ عبرانی ایک مردہ زبان ہے۔ اُس میں وحی کا نزول اس غرض سے فضول ہے۔ اور اگر کہو کہ عربی زبان میں وحی نازل ہوگی۔ تو کہو وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ کا کیا جواب۔ یاد رکھئے ہم اس بات کو تو مانتے ہیں۔ کہ جو رسول آیا۔ اُس نے رسالت کو اپنی قومی زبان میں ادا کیا۔ مگر اس بات کو ہم نہیں مانتے۔ کہ وحی کا نزول رسول کی قومی زبان کے علاوہ کسی قومی زبان میں ممنوع ہے۔ کیونکہ نہ ایسا کوئی الٰہی وعدہ ہے۔ نہ اس سے کوئی خداوند پاک کی شان میں کوئی عیب لگتا ہے پس ان اللہ علی کل شیء قدیر کے مطابق رسول کی قومی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں وحی کا نزول بلاشبہ جائز ہے۔

نمونہ پنجم۔ شیخ صاحب صفحہ ۲۵ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"علاوہ ازیں اس پر اور بھی یہ طرّہ بوحی ظاہر ہوا ہے۔ جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۶۰ میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ اعمل ما شئت فانی قد غفرت لک **ترجمہ**۔ اے قادیانی جو تو چاہے سو کر۔ بیشک ہم نے تجھے بخش دیا۔ ناظرین غور فرمائیں۔ کیوں نہ سادہ لوح اس طرف راغب ہوں مفت اور بے مشقت کی دولت بٹ رہی ہے۔ الیٰ قولہ پس شراب خوری وحرام کاری وخنزیر خواری کی کچھ روک ٹوک نہیں رہی۔ جو چاہیں کریں اور گویا مثل بیان نصاریٰ کہ عیسیٰ مسیح صلیب پاکر تمام مخلوق کے گناہوں کا کفارہ ہوئے۔ اس لئے اُن کو آزادی حاصل ہوگئی۔ ایسے ہی گویا معتقدان مسیح قادیانی صاحب کے گھر تو عید ہوگئی۔ اور جو چاہیں کریں۔"

جواب۔ تعصب انسان کو اندھا بنادیتا ہے۔ اس کا تازہ ثبوت یہ ہے کہ شیخ کوفی کو براہین احمدیہ میں الہام **اعمل ما شئت فانی قد غفرت لک** تو نظر پڑ گیا۔ مگر اسی الہام کے نیچے جو تشریح براہین احمدیہ میں لکھی ہوئی ہے اور جس سے شیخ صاحب کے تمام اوہام کا ازالہ کامل طور پر

ہمارا ہے ۔۔۔ وہ انہیں نظر نہ آئی۔ لہذا ہم اس تشریح کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔ تاکہ انصاف پسند ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ مخالفین سلسلہ احمدیہ کورانہ تقلید اور سفیہانہ و خائنانہ نکتہ چینیوں میں کس حد کمال کو پہنچ گئے ہیں۔ اور وہ تشریح مع ترجمہ الہام یہ ہے:-

"جو کچھ تو چاہے کر کہ میں نے تجھے بخشا۔ تو مجھ سے وہ منزلت رکھتا ہے۔ جس کی لوگوں کو خبر نہیں۔ اس آخری فقرہ کا یہ مطلب نہیں کہ منہیات شرعیہ تجھے حلال ہیں۔ بلکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ تیری نظر میں منہیات مکروہ کئے گئے ہیں۔ اور اعمال صالحہ کی محبت تیری فطرت میں ڈالی گئی ہے۔ گویا جو خدا کی مرضی ہے۔ وہ بندے کی مرضی بنائی گئی ہے اور سب ایمانیات اس کی نظر میں بطور فطرتی تقاضا کے محبوب کی گئی ہیں"

ہمارے نزدیک یہ حرکت ناشائستہ کہ کسی کلام کا مطلب دیدہ و دانستہ متکلم کے مقصود کے خلاف فرض کر لیا جائے اور اس غرض کی بناء پر متکلم کو اعتراض کا نشانہ بنایا جاوے سخت بد دیانتی و حماقت بلکہ خباثت میں داخل ہے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ اکثر مخالفین سلسلہ احمدیہ اسے کبھی شیر مادر سمجھتے ہیں۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

"مجاہدہ"

پیاری بہنو! میں معافی مانگتی ہوں کہ (بوجہ چند در چند مصائب کے جو زمانہ کی گردش سے مجھ پر عائد ہوئیں میں آپ کی خدمت کرنے کا شرف حاصل نہیں کر سکی۔ پہلے تو سب بہنیں میرے لئے استقامت کی دعا مانگیں۔ کہ میں بذریعہ مضامین آپ کی کچھ خدمت کر سکوں۔ آج کچھ پریشان خیالات لکھتی ہوں۔ اگرچہ کئی سہو ہیں۔ مگر آپ کی اسلامی عادت سے امید کہ معاف فرمائی جاؤں گی۔

آج میں حقوق نسواں ایک کتاب دیکھ رہی تھی اور پھر ایک مضمون زبردست حمایت مستورات میں دیکھا۔ جو نہائت پسندیدہ ہوا۔ یکدم میری نظر ایک مضمون پر جا پڑی۔ کہ ایک لڑکی طالب علم سے دریافت کیا گیا کہ اپنی دانست میں تم مردوں کو کیا سمجھتی ہو۔ تو اس نے بڑے غور و تامل سے جواب لکھا "اگر میرے اختیار ہوتا۔ تو سارے جہان کی لڑکیوں کو تو لڑکے بناتی۔ اور سارے جہان کے لڑکے اُن کے کھیلنے کی گڑیاں"! خوب اور بہت خوب

للھا۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ خیالات انگریزیت میں محو ہونے کے واسطے ہیں۔ اسلام میں اگرچہ عورتوں کو بہت سے حقوق کی وارث کیا گیا ہے۔ مگر ایسی آزادی تو جائز نہیں رکھی۔ اس لئے کہ عورتیں مجاہدہ کی عادات سیکھیں۔ اور یہی اُن کی نجات کا باعث اور اعلیٰ وصف مانا گیا ہے۔ عورتوں کو خدا نے اپنی خاص ذات سے بہت سی نعمتیں عطا فرمائیں ہیں۔ مثلاً اپنی خاص رحمانیت سے ان کو رحمدلی (جو خاص ہمارا حصہ ہے) بخشی۔ اپنی پاک بے لوث ذات سے پاکدامنی عطا کی (اور یہی عصمت و عفت ہی ایک ایسا جوہر ہے۔ جس سے ہمیں (ہمچو من دیگرے نیست) میں مسرور رکھا ہوا ہے۔ اپنے بے مانند جمال سے ہمیں جمال عطا فرمایا الحمد للہ تعالیٰ۔

مجاہدہ کا نام ثابت قدمی استقلال سے بھی نہائت اعلیٰ درجہ ہے۔ مردوں کا مجاہدہ تو کبھی کئی برس تک سخت مشقتیں اور مصائب اٹھا کر کہیں پورا ہوتا ہے وہ بھی کچھ قسمت سے حاصل ہو گیا تو بہتر ورنہ دیوانہ ہو جاتے ہیں۔ مگر ہمیں ہر وقت مجاہدہ سے سابقہ پڑا رہتا ہے۔ جو مصائب جو سختیاں ہم پر آتی ہیں۔ اگر ہماری نیت محض للہ ہو۔ اور بقول حضرت اقدس سلمہ اللہ تعالیٰ ہر ایک قول و فعل میں اپنے مولا کریم کی جانب ہی تبتل ہو۔ تو بخدا ہمیں ولیوں کا مرتبہ مل جائے۔ دیکھو حضرت نبی کریم صلعم (فداہٗ ابی و امی) کی بیٹی اور وہ بیٹی جو سب جہان سے پیاری اور جسے زندگی میں ہی جنت میں سردار نسواں کا خطاب اللہ تعالیٰ سے ملا۔ اور جو پاک تن میں سے تھی۔ اگر اُن کے حالات پڑھو۔ تو معلوم ہو کہ مجاہدہ کسے کہتے ہیں۔ لکھا ہے کہ ایکدفعہ حضرت نبی کریم صلعم کے پاس مال غنیمت ایک لونڈی آئی۔ حضور علیہ السلام کے گھر میں حضرت خاتون جنت تشریف لائیں۔ کہ ابا جان سے یہ خادمہ مانگوں۔ نبی کریم صلعم تو گھر میں نہ تھے۔ جب آئے تو حضرت صدیقہ علیہا السلام نے بتایا۔ کہ بتول علیہا السلام آئی تھیں۔ فرماتی تھیں۔ کہ لونڈی خدمت کے لئے مجھے عطا ہو جاوے۔ نبی کریم خود خاتون جنت کے گھر تشریف لے گئے۔ فرمایا۔ کہ فاطمہ! مت گمان کر۔ کہ میرا باپ پیغمبر ہے مجھے کوئی ضرورت عبادات کی نہیں بلکہ اپنے ہاتھ سے اپنے کام کاج کر اور عبادات میں و مجاہدات میں نہائت محنت کر۔ اور ہر نماز کے بعد تیتیس بار سبحان اللہ و الحمد للہ پڑھ۔ کہ تو جنت عورتوں کی سردار ہو گی۔ پھر دیکھو! حضرت رابعہ بصری کی نسبت لکھا ہے۔ کہ رابعہ ایک یتیم بچہ تھی۔ کہ ایک سوداگر گھر لے گیا۔ دن کو تو اس کے گھر کے کام کاج کرتی بچوں کو کھلاتی تھی۔ مگر جب رات کو وہ سو جاتے تھے۔ تو وضو کر کے تمام رات اپنے مولا کریم کی عبادت میں بسر کرتی ایک رات خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے نماز میں دعا مانگ رہی تھیں۔ کہ اے میرے مولا کریم۔ اب اتنی مشقت میرا عاجز اور کمزور دل نہیں جھیل سکتا۔ اگر مجھ سے یہ دُنیا کے کام چھٹ جائیں۔ تو سارا دن تیری یاد میں گزاروں۔ (دیکھو! خدا تعالیٰ سمیع و بصیر نے کسقدر جلد دعا سن لی) سوداگر سُن رہا تھا۔ اپنی بیوی سے کہا کہ یہ لڑکی تو کوئی خدا رسیدہ بزرگ خاتون ہے صبح اس ولیہ کو ہرگز کوئی کام نہ بتانا۔ صبح جب حسب معمول رابعہ اُٹھ کر جھاڑو دینے لگی۔ تو سوداگر کی بی بی نے کہا۔ کہ توبہ اے بزرگ پاکدامن بی بی! ہمیں معاف کر۔ تیرا رُتبہ ہم نے نہیں جانا تھا۔ لو وہ حجرہ صرف تیرے واسطے ہے اس میں رہ ہم کھانا وہاں ہی پہنچا دینگے۔ اپنے خدا کی یاد کیا کر! دیکھو! حضرت مریم صدیقہ۔ حضرت آسیہ فرعون کی بیوی وغیرہ نے اپنے مجاہدات کے بدلے کتنا رتبہ پایا۔ آہ افسوس! ایک ہم ہیں کہ سسرال کی سختی۔ بچوں کی مصائب۔ دُنیا کے مختلف افکار سے۔ کسی غم کے حادثے سے۔ خاوند کی بے مہری سے۔ اپنی خاطر و مدارات میں ذرا بھر فرق آ جانے سے کس قدر بددل ہو جاتی ہیں۔ میری بہنو! یہ بھی نبوّت والا زمانہ ہے۔ تم استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ آؤ مل جل کر سختیاں دین کے واسطے جھیلیں۔ اگر تم کسی دشمن احمدؑ کے گھر گئی ہو۔ تو اپنے دین کے لئے ثابت قدم مستقل مزاج رہو۔ ان کی گالیاں کھاؤ۔ مگر بددل مت ہو۔ تا تم مریم صدیقہ اور خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی پاک مجلس میں بیٹھنے کے لائق ہو۔ کوئی ہزار کوسے۔ مگر تم ایک حرف شکائت زبان پر نہ لاؤ۔ ہمت کرو۔ اور اس زمانہ میں اگلوں کے لئے نمونہ قائم کرو۔ سب مصائب صبر سے برداشت کرو۔ اور صبر سے ہی تمہیں وہ نعمتیں ملینگی جن کی تمہیں آرزو ہوگی اور تمہیں دین و دُنیا میں راحت دہ ہونگی۔ والسلام خیر الختام خدا ایسا ہی کرے۔

(باقی انشاء اللہ پھر کبھی) رقیہ بیانہ احمدی خاتون

از گولیکی ضلع گجرات۔ پنجاب

۱۳-۸-۳۰

۹ بجے رات

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

نظم

(از خاکسار عبد الخالق احمدی سوداگر مظفر نگر)

ترا جلوہ نمایاں ہر جگہ خلاقِ جہاں دیکھا
تجھے دیکھا جہاں دیکھا نہاں دیکھا عیاں دیکھا

ترے فضل و کرم سے مہدی آخر زماں دیکھا
گلستانِ محمدؐ کا اُسی کو باغباں دیکھا

میں قرباں تجھ پہ اے مہدی مسیحا تو تجھے آپ لیے
ہمہ اوصاف میں یکتا تجھے جانِ جہاں دیکھا

تو ہی اسلام کا ہمدرد اور غمخوار امت ہے
سوا ماں باپ سے تجھکو شفیق و مہرباں دیکھا

سراپا نورِ حق اور رحمتِ عالم تجھے پایا
تیری ذاتِ مقدس کو انہیں یکساں دیکھا

ملائک تیرے در پر رات دن کرتے ہیں دربانی
سلامی کے لئے حاضر گروہ قدسیاں دیکھا

ترے احباب کو خوش وقت پایا تجھکو خوش خرم
شکست و یاس و حرماں کو نصیبِ دشمناں دیکھا

خبر تھی جس کی آمد کی تو وہ موعود عیسیٰ ہے
بخاری میں ترا حلیہ ملا کر ہم نے ہاں دیکھا

بجایا تو نے ڈنکا دین احمدؐ کا زمانے میں
کیا پامال جس جا کفر کا نام و نشاں دیکھا

ہزاروں دشمن اسلام کو دم میں کیا غارت
جری تجھ سا نظر آیا نہ تجھ سا پہلواں دیکھا

کہاں آتھم کہاں ڈوئی کہاں لیکھو بتاؤ تو
ہوئے فی النار کیونکر آپ نے اے مہرباں دیکھا

ہوا ارضِ مقدس قادیاں اُس فخر عیسیٰ سے
زمینِ ہند کی قسمت کو تو نے آسماں دیکھا

حیاتِ ابن مریم پر مرے جاتے ہو کیوں لوگو!
اُسے کس بات میں بڑھکر غلام احمدؐ سے ہاں دیکھا

کہاں مریم کا بیٹا اور کہاں احمدؐ کا شہزادہ
کرو انصاف گر ہے ناصرہ اور قادیاں دیکھا

نشاں سب ہو گئے پورے جو تھے مہدی کی آمد کے
مگر پھر بھی نہ تم نے حیف۔ قوم منکراں دیکھا

وفاتِ حضرتِ عیسیٰ میں کیا شک رہ گیا باقی
نشاں جب اُس کی تربت کا محلہ خانیار دیکھا

عبث تم منتظر عیسیٰ کے ہو جب آج تک کوئی
نہ آیا آسماں سے اور نہ جاتا آسماں دیکھا

بیاں کیا ہو جو اس فرطِ خوشی سے حال ہمارا
کہ میں نے قادیاں میں بھائی اکبر شاہ خاں دیکھا

خدایا شکر ہے تیرا کہ عاجز عبد خالق نے
ترے فضل و کرم سے مہدی آخر زماں دیکھا

ہمیں کیسی تعلیم مفید ہو سکتی ہے؟

شب دیجور بیم موج گردابے چنیں ہائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا

یہ شعر کیسا لطیف ہے۔ کیسے دردناک رنگ میں حضرت خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ تو جب کبھی اسے پڑھتی ہوں۔ اپنے ہی حسب حال سمجھتی ہوں۔ یہ جو چار دانگ عالم میں تعلیم نسواں تعلیم نسواں کا شور مچ رہا ہے۔ مگر کوئی خدا کا بندہ یہ نہیں بتاتا کہ آیا کس قسم کی تعلیم عورتوں کو دینی چاہئیے اور مذاہب مثلاً عیسائی۔ آریہ۔ بنگالی وغیرہ تو کہیں رہے ذکر انہوں نے کبھی فی الحال خاطر خواہ کوئی تعلیم حاصل نہیں کی سوائے چند ایک نے بی اے کی ڈگری حاصل کرنے۔ مگر میں اپنے ہی اسلامی بھائیوں سے مخاطب ہوتی ہوں۔ کہ آپ لوگوں نے جو اسقدر اور اتنی مدت سے شور مچایا ہوا ہے۔ کہ تعلیم نسواں ضروری ہے۔ تو آپ نے مستورات کو کس چال کی مفید تعلیم شروع کی۔ ہماری سب سے اعلیٰ قومی دعوے کرنے والی اور تعلیم نسواں کی حامی پارٹی علیگڈھ ہی نے کچھ تعلیم مستورات دینی شروع کی۔ مگر افسوس کہ غیر قوموں کا مکراور انکی ریس کرکے جیسے اپنی مٹی خراب کی ایسے ہی اپنی مستورات کو اسلامی شعائر چھڑا کر تباہ کیا۔ مثلاً نماز روزہ سے بے پروائی۔ قرآن کریم۔ حدیث شریف مسائل علمیہ دینی محبت سے قطعی جواب دلوایا۔ پردہ کے مسائل میں اسقدر ملاوٹ کی۔ کہ انگلش لیڈیوں کی طرح ہندوستانی اور خاص کر اسلامی بہنوں نے اپنی تصاویر اخبارات میں چھپوادیں۔ اور پورے طور پر یورپین اتباع ۔ کا مصداق بن گئیں حیف!

صد حیف!! اے بڑے بڑے القابوں والے مولویو! اور عالم ہونے اور مصلح قوم ہونے کا دعوے کرنیوالو! ذرا اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھو تو سہی کہ کیا کر رہے ہو۔ ادھر تو خدا کے پاک کلام فرقان حمید کی صریح مخالفت کر رہے ہو۔ ادھر تمہیں دعوے ہے کہ ہم سنت نبی کریم سے باہر نہیں۔ میں اپنے احمدی بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتی ہوں۔ کہ خیر ابھی تک تو آپ لوگ کسی شمار و قطار میں نہیں مگر آپ لوگوں کو چاہئے کہ اپنے پیارے امام علیہ السلام کی مفید زندگی سے فائدہ اُٹھاؤ۔ اور جو کچھ کروگے جیسا اب مفید ثابت ہوگا۔ پھر ایسا کبھی نہیں ہوسکے گا۔ مطلب یہ کہ اپنی بہو بیٹیوں کو دینی اسلامی علم ز درستی کوشش کرکے پڑھاؤ۔ اور نہیں تو وہ قرآن حمید کے مطالب سمجھ لیں۔ نماز پڑھ لیں۔ اپنی اولاد کو ہوش میں آتے ہی نیک تعلیم دے سکیں۔ بس فی الحال تو ہمارے مقدر میں ہی زیادہ تعلیم مفید نہیں۔ ہم نے زیادہ تعلیم یافتہ ہو کر کرنا ہی کیا ہے یہی کہ زیادہ مصیبت ہوگی اور کیا یعنی اگر ہم اپنا بھلا بُرا جاننے لگ گئیں۔ تو پھر مردوں کی زندگی بھی عذاب جان ہو جاوے گی۔ اب یہ تو سوچنے کہ صبر کا سبق عمدہ پڑھا ہوا ہے۔ وہ روز ازل کا جس کی قسمت میں کسی کی تابع رہنا اور سخت مشکل کام۔ خانہ داری کے فرائض۔ اولاد کی مصیبت لکھی ہوئی ہے۔ ان سے تو ہرگز نجات نہیں ہونے کی۔ آگے علیگڈھ کالج کیا ولایت پڑھنے جاویں۔ مگر کیا اچھا ہو۔ اگر پہلے والدین دینی علم سکھاویں۔ اصل میں ہمیں اب ان کتابوں کی سخت ضرورت ہے!

قرآن مجید کے عمدہ ترجمہ کی۔ کتب حدیث بخاری۔ مسلم وغیرہ کے آسان مسائل اردو میں لکھے ہوں۔ طب کی ایک جامع کتاب جس میں بچوں کے امراض کے آسان آسان نسخے۔ عورتوں کی امراض کے آسان آسان مگر مختصر نسخے درج ہوں۔ مگر افسوس کہ کون ادھر توجہ کرے۔ حالانکہ سامان سارا جمع ہے۔ یعنی مسائل ہمارے پاس امام الزمان کے ہوتے کچھ مشکل نہیں۔ اگر کوئی مفید نسواں جمع کردے اور طب کے نسخے مولانا حکیم الامت کے ہوتے یا بہت سے ڈاکٹر ہمارے سلسلہ میں ہیں انکے ہوتے اگر کوئی حوصلہ سے کام لے تو ہرگز کوئی بڑی بات نہیں۔ مگر کاش! ادھر کسی کو توجہ ہو۔ ہمارے شیخ صاحب مکرم ایڈیٹر الحکم نے کبھی ایک رسالے (جن کا سلسلہ بھی انہوں نے سلک مروارید سے شروع کیا تھا) لکھنے کا وعدہ کیا تھا